# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| لمعات: (اس چمن میں آشیاں تیرا بھی ہے میرا بھی ہے) | ادارہ | 3 |
| مومن کی زندگی (قرآن کے آئینے میں) | غلام احمد پرویز | 4 |
| اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو نافذ کرنا ہی عبادت ہے | خواجہ ازہر عباس، فاضل درسِ نظامی | 18 |
| مذہبی پیشوائیت کی دسیسہ کاریاں | غلام باری، مانچسٹر | 27 |
| الجن کا قرآنی تصور | ڈاکٹر انعام الحق، اسلام آباد | 34 |
| گناہ اور جرم میں فرق | جمیل احمد عدیل، بورے والا | 37 |
| انتخاب لغات القرآن | ڈاکٹر انعام الحق، اسلام آباد | 41 |
| ص وم (صوم) | شفیق خالد، کراچی | 44 |

**ENGLISH SECTION**

**Jihad is not Terrorism ---- (PROPAGANDA)**

by Ghulam Ahmad Parwez, English Rendering by Shahid Chaudhry 2

**Pluralism**

by Abdul Rasheed Samnakay, Australia 13


## حدیث نبوی ﷺ

لا تکتبوا عنی غیر القراٰن ومن کتب عنی غیر القراٰن فلیمحہ۔

مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز لکھی ہو اسے مٹا دے۔

(جامع ترمذی اردو، جلد دوم صفحہ 141، مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# لمعات

## اس چمن میں آشیاں تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

''ارے یہ تم کیا کر رہے ہو؟ کشتی میں چھید کیوں کر رہے ہو؟

کشتی میں چھید کیوں کرتا ہوں؟ پچاس دفعہ اس ملاح سے کہہ چکا ہوں کہ تم نے بادبان غلط باندھا ہے۔ کشتی سمتِ ساحل نہیں جا رہی۔ اس کا رُخ سیدھا کرو لیکن یہ سنتا ہی نہیں۔ اب جو کشتی بیکار ہوگی تو پتہ چلے گا!

ارے پاگل! کشتی میں چھید کرو گے تو کشتی کے ساتھ خود بھی ڈوبو گے۔ ملاح کو تنبیہہ کا یہ کونسا طریق ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ناخدائی جانتا ہے تو ملاح کے ہاتھ سے چپو لے لو اور کشتی کا رخ سیدھا کر دو لیکن کشتی کو سلامت رکھو کہ اس کی سلامتی خود تمہاری سلامتی ہے۔''

سرزمینِ پاکستان وہ سرزمین ہے جسے قانونِ خداوندی/قرآنِ کریم کے نفاذ کا مملکتِ مدینہ کے بعد اولین معمل بننا تھا۔ اس خطۂ زمین کو اس لئے بھی محفوظ رکھنا ضروری ہے کہ اس میں قرآنی نظام کی تشکیل کی جائے گی۔ ہماری ان پاکستانی بھائیوں سے استدعا ہے جو کہ پاکستان دشمن عناصر کے ایجنٹوں کے ساتھ مل کر، جس کے محکم ثبوت مل چکے ہیں، افواجِ پاکستان اور مملکتِ پاکستان سے مزاحم ہیں کہ خدارا! ؎

دیکھ لو اچھی نہیں ہے بجلیوں سے سازباز
اس چمن میں آشیاں تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

(سلیم گورمانی)

برادرانِ عزیز! کشتی کا سوراخ صرف ملاحوں کا نقصان نہیں ہوا کرتا بلکہ کشتی کے تمام سواروں کے لئے بھی جان لیوا ہوتا ہے اور جب صورت یہ ہو کہ وہی مسافر اور وہی ملاح ہوں تو پھر ایسے وقت میں خاموشی اور اغماض نادانی ہی نہیں جرم بن جاتی ہے۔ ؎

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلام احمد پرویز

بتاؤں تُجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے؟

# مومنؔ کی زِندگی

## (قرآن کے آئینے میں)

(گذشتہ سے پیوستہ)

### اپنی اصلاح

لیکن دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ کہنے والا خود اپنی اصلاح کرے۔ جماعتِ مومنین کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔ وہ پہلے خود عمل کرتے ہیں اور پھر دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے خدا کا ارشاد ہے کہ: لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ O كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (61:2-3)- تم وہ بات کیوں کہتے ہو جسے خود کر کے نہیں دکھاتے۔ اللہ کے نزدیک یہ انداز بڑا ناپسندیدہ ہے کہ تمہارے قول اور فعل میں تضاد ہو۔ ایسی نصیحت جس پر انسان خود عمل نہ کرے، محض شاعری بن کر رہ جاتی ہے۔ اور اس قسم کی روش مومن کا شعارِ زندگی نہیں ہو سکتی۔

### شاعری مت کرو

اس لئے قرآن میں آیا ہے کہ: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ (36:69)- ہم نے اپنے رسول کو شاعری نہیں سکھائی۔ شاعری اس کے شایانِ شان ہی نہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ قرآن نے شاعر اور مومن کو ایک دوسرے کی ضد بتایا ہے۔ چنانچہ سورۂ شعراء میں' شاعروں کی یہ خصوصیات بتائی ہیں کہ وہ اپنے تصورات کی دنیا میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ کبھی اس وادی میں۔ کبھی اس بیابان میں۔ ایک ایسے اونٹ کی طرح جسے جھوٹی پیاس اِدھر اُدھر لئے پھرے اور

ان کی ساری عمر باتیں کرنے میں گزر جاتی ہے اور وہ عمل کے قریب تک نہیں پھٹکتے۔ ان خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد کہا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (26:227)۔ لیکن مومنین اس قسم کے نہیں ہوتے۔ وہ ابدی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے مطابق کام کر کے دکھاتے ہیں۔ واضح رہے کہ قرآنِ کریم نے جب شاعری کی مذمت کی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بات کلامِ موزوں میں پیش کرے تو وہ قابلِ مذمت ہے اور اگر وہ اسے نثر میں بیان کرے تو قرآن کی رُو سے مستحسن۔ بات نثر اور نظم کی نہیں بات اس ذہنیت کی ہے جسے قرآن نے ''شاعری'' سے تعبیر کیا ہے۔ اس ذہنیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے سامنے زندگی کا کوئی متعین مقصد اور نصب العین نہ ہو۔ وہ اپنے جذبات کی رو میں جو جی میں آئے کہتا چلا جائے اور جو کچھ کہے اس میں بھی تصنع اور بناوٹ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ ساری عمر باتیں کرتا رہے ان پر عمل کبھی نہ کرے۔ ذہنیت اس کی یہ ہو اور وہ اسے نوائے سروش سے تعبیر کرے اپنے آپ کو صاحبِ وجدان قرار دے۔ یہ ہے وہ ذہنیت جسے مومن کی ذہنیت کی ضد قرار دیا گیا ہے' خواہ اس ذہنیت کا حامل' نثر میں بات کرے یا نظم میں۔ مومن کے سامنے ایک متعین نصب العین حیات ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے۔

## چھوٹی موٹی لغزشیں

اس میں شبہ نہیں کہ چھوٹی موٹی لغزشیں مومنین سے بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ معصوم عن الخطاء نہیں ہوتے۔ لیکن یہ لغزشیں ان سے سہو وخطا کی بناء پر نادانستہ سرزد ہوتی ہیں جن سے وہ فوراً تائب ہو جاتے ہیں۔ وہ بنیادی غلط روی سے' جسے قرآن نے کبائر سے تعبیر کیا ہے' ہمیشہ مجتنب رہتے ہیں۔ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ (53:32)۔ مومن وہ ہیں جو بنیادی غلط کاریوں اور بے حیائی کی باتوں سے ہمیشہ بچتے ہیں۔ ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ ان سے کبھی کبھار' نادانستہ کوئی چھوٹی موٹی لغزش ہو جائے۔ لہٰذا مومن کا انداز یہ ہے کہ وہ جس بات کی دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اس پر پہلے خود عمل کرتا ہے۔

## اعتراض کی بجائے اصلاح

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو اس کی غلطی پر ٹوکے تو وہ اسے یہ کہہ کر جھڑک دے کہ میاں! پہلے اپنی اصلاح تو کرو۔ پھر دوسروں سے کہنا۔۔۔ نہیں! مومن کا یہ شعار نہیں۔ وہ کہنے والے کی بات کو توجہ سے سنتا ہے۔ پھر اپنا جائزہ لیتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس میں واقعی وہ کمزوری موجود ہے تو اس کی اصلاح کر لیتا ہے اس لئے کہ وہ اس اصول کو پیشِ نظر رکھتا ہے جسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ: **عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (5:105)۔ ''تم اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ اگر تم صحیح راستے پر جا رہے ہو' تو غلط راستے پر چلنے والا تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''** اس لئے جو شخص تمہاری غلط روی پر ٹوکتا ہے اس کی بات سننے سے یہ کہہ کر انکار نہ کر دو کہ جب تم خود اس پر عمل نہیں

کرتے تو تمہیں دوسروں کو نصیحت کرنے کا کیا حق ہے؟ تمہیں تمہاری غلط روی کا نقصان پہنچے گا۔ اس کی غلط روی کا نہیں۔ اس لئے کہ: **وَلاَ تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلاَّ عَلَيْهَا وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى (6:164)**- ہر شخص اپنی غلط روی کا خمیازہ خود بھگتے گا۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا، کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

## اپنی پاکبازی کی دھونس نہ جماؤ

لیکن اپنی اصلاح کرنے کے بعد، مومن کی یہ کیفیت نہیں ہوتی کہ وہ ہر ایک پر اپنی نیکیوں کی دھونس جماتا رہتا ہے اور معاشرہ میں بڑا پاکباز بن کر، اپنے آپ کو فریب دیتا اور دوسروں پر رعب گانٹھتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ اس لئے کہ اس کے سامنے یہ اصول ہوتا ہے کہ: **فَلاَ تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى (53:32)**- یونہی اپنے آپ کو پاکباز نہ ٹھہراتے پھرو۔ اس کا فیصلہ میزانِ خداوندی کی رو سے ہوتا ہے کہ تم میں سے کون تقویٰ شعار ہے۔ مومن کا تو شعار یہ ہے کہ اس میں جس قدر زیادہ خوبیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں، وہ اسی قدر (شاخِ ثمردار کی طرح) اور جھکتا چلا جاتا ہے۔ **وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً (25:63)**- اللہ کے بندوں کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنے اندر جھوٹا تکبّر پیدا نہیں ہونے دیتے۔ خوبیوں کا وزن انہیں اور جھکا دیتا ہے۔

☆☆☆

## باطل کا مقابلہ کرتے ہیں

لیکن جھکنے کے معنی یہ نہیں کہ وہ ہر ایک سے دبتے چلے جاتے ہیں۔ قطعاً نہیں۔ وہ جھکتے ہیں حق کے سامنے۔ لیکن جو حق کی مخالفت کرتا اور اس سے سرکشی برتتا ہے، اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں **محمد رسول اللہ والذین معه**، کو **رحماء بینهم** کہا ہے (یعنی آپس میں، ایک دوسرے کے ساتھ، بڑی محبت اور نرمی سے سلوک کرنے والے) وہاں انہیں **أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (48:29)**- بھی قرار دیا گیا ہے۔ یعنی حق کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلہ میں چٹان کی طرح سخت۔ مومن کی کیفیت یہ ہے کہ:

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

## منافق کی مخالفت

خود نبی اکرم ﷺ کے متعلق قرآن میں ہے کہ ''یہ خدا کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ اس قدر نرم دِل واقع ہوئے ہیں۔ اگر آپ ﷺ سخت مزاج اور سنگدل ہوتے تو آپ کی جماعت کے افراد آپ سے الگ ہو جاتے'' (3:158)- لیکن

اس کے ساتھ ہی حضورﷺ سے تاکیداً کہا گیا کہ: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (9:73)**- اے نبیﷺ! جو لوگ حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ یا جو تمہارے ساتھ رہتے ہوئے' منافقانہ روش اختیار کرتے ہیں' ان سے جہاد کرو۔ اور ان کے خلاف شدت اختیار کرو۔ یعنی جو لوگ کھلے بندوں حق کی مخالفت کریں اور سرکشی اختیار کریں۔ یا جو لوگ منافقت برتیں' ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔ ان کی مخالفت یا منافقت کو سختی سے روکا جائے گا۔ یاد رکھئے! مومنین کے معاشرہ میں' منافقین کا وجود۔۔۔ یعنی وہ لوگ جو بظاہر کچھ اور بات کریں اور ان کے دل میں کچھ اور ہو۔۔۔ ایک زہر آلود پھانس ہوتی ہے' جس کا علاج نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے اگر نوکِ نشتر کی بھی ضرورت پڑے تو اس میں بھی تامل نہیں کرنا چاہئے۔ مومن کی نرم مزاجی کے یہ معنی نہیں کہ وہ منافقین کے سامنے بھی جھک کر رہتا ہے۔ ایسا کرنا تو خود منافقت اور مداہنت ہوگی۔ وہ منافق سے برملا کہہ دیتا ہے کہ تم منافقت برتتے ہو۔ ہم تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی منافقت سے آگاہ کرتا ہے تاکہ وہ کسی کو دھوکا نہ دے سکے۔ اس باب میں قرآن کی تعلیم بڑی واضح اور اس کی تاکید بڑی سخت ہے۔ اس لئے مومنین' حق کے مخالفین اور منافقین سے برملا کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ تم ہمارے دوست اور راز دار نہیں ہو سکتے۔ سورۂ توبہ میں ہے:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ آبَاءكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاء إَنِ اسْتَحَبُّواْ الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ O (9:23)-**

**اے جماعتِ مومنین! اگر تمہارے باپ اور بھائی بھی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں' تو انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ تم میں سے جو کوئی انہیں اپنا دوست رکھے گا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں۔**

## ایمان کے معنی

اتنا ہی نہیں۔ عزیز سے عزیز دوست۔ قریبی سے قریبی رشتہ دار۔ بیوی بچے۔ مال و دولت۔ سامانِ زیست۔ متاعِ حیات۔ غرضیکہ دنیا کی کوئی چیز بھی' مومن کے نزدیک' ایمان اور اسلامی نظام کے مقابلہ میں عزیز نہیں ہوسکتی۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ وجۂ جاذبیت ہیں لیکن جب ان میں اور ایمان کے کسی تقاضے میں تصادم ہو' تو ان میں سے کسی شے کو بھی ایمانی تقاضے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے اور مومنین کا شعار۔ ان کے خدا کا حکم یہ ہے کہ: **قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا (9:24)**- اے رسولﷺ! ان سے کہہ دو کہ اگر تمہارے ماں باپ۔ بہن بھائی۔ بیوی بچے۔ عزیز رشتہ دار۔ وہ مال و دولت جسے تم اتنی محنت سے کماتے ہو۔ وہ کاروبار جس کے مندا پڑ جانے سے تم خائف رہتے ہو اور وہ محلات (وِلاز)

جو تمہیں اس قدر پسند ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی چیز **أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ** ۔تمہیں خدا اور اس کے رسول اور خدا کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہوگئی۔ **فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ** ط۔ تو تم انتظار کرو۔ تا آنکہ خدا کا قانونِ مکافات تمہاری اس روش کا تباہ کن نتیجہ تمہارے سامنے لے آئے۔ تمہاری یہ روش مومنین کی روش نہیں۔ فاسقین کی ہوگی۔ **وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (9:24)**- اور خدا کا قانون یہ ہے کہ فاسقین پر۔۔۔ یعنی جو صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راہوں پر چل نکلیں۔ کبھی کامیابیوں کی راہ کشادہ نہیں ہوتی۔

## مال اور جان خُدا کے

مومن کی تو کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس نے اپنا مال اور جان، سب خدا کے ہاتھ بیچ دیے ہوتے ہیں۔ جس دن وہ خدا پر ایمان لاتا ہے خدا اس معاہدہ کا اعلان کر دیتا ہے کہ: **إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (9:111)**- سُن رکھو کہ اللہ نے مومنین کا جان اور مال، جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ: **يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ (9:111)**- وہ خدا کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ پھر یا تو فاتح و منصور واپس لوٹتے ہیں اور یا میدانِ جنگ میں جان دے دیتے ہیں۔

## مومنین کی صفات

ان مومنین کی صفات یہ ہیں کہ **التَّائِبُونَ**۔ سفرِ حیات میں وہ جہاں دیکھتے ہیں کہ ان کا قدم غلط سمت کی طرف اٹھ گیا ہے، وہ وہیں رُک جاتے ہیں اور جہاں سے قدم غلط اٹھا تھا وہاں واپس آکر صحیح راستے پر ہو لیتے ہیں۔ **الْعَابِدُونَ**۔ وہ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں۔ **الْحَامِدُونَ**۔ وہ انفس و آفاق کی ہر شے پر غور و فکر کرنے کے بعد علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کارگہ کائنات کی ایک ایک شے اپنے خالق کی حمد و ستائش کی منہ بولتی تصویر ہے۔ **السَّائِحُونَ**۔ وہ اس مقصد کے لئے دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں۔ **الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ**۔ وہ ہمیشہ قانونِ خداوندی کے سامنے جھکے رہتے ہیں اور دل کے پورے جھکاؤ سے، اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ **الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ** وہ ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جنہیں قانونِ خداوندی صحیح تسلیم کرتا ہے اور ان سے روکتے ہیں جنہیں وہ ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ **وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ**۔ وہ ان تمام حدود کی نگہداشت کرتے ہیں جنہیں قانونِ خداوندی نے متعین کیا ہے، اور ان کے اندر رہتے ہوئے صحیح آزادی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ **وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (9:112)**- یہ ہیں وہ مومن جن کے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی کی خوشگواریوں کی بشارتیں ہیں۔

## مردوں اور عورتوں دونوں کی خصوصیات

یہ ہیں مختصر الفاظ میں، وہ صفات جن کے حامل انسان کو مومن کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ان تمام صفات میں مرد

اورعورت دونوں شامل ہیں۔قرآنِ کریم میں مومن کی کوئی ایک خصوصیت بھی ایسی نہیں جوصرف مردوں کے لئے مخصوص ہو اوراس میں عورتیں شامل نہ ہوں۔اگرچہ خود لفظ''مومنین'' کے اندرمرداورعورتیں ازخود شامل ہیں لیکن قرآنِ کریم نے ایک مقام پرمومن مردوں اورمومن عورتوں کا ذکراس طرح شانہ بشانہ کیا ہے کہ مصافِ زندگی میں دونوں' ایک ہی صف میں' ساتھ ساتھ چلتے صاف دکھائی دیتے ہیں۔سورۂ احزاب کی آیت (33:35) کو دیکھئے۔اس میں کس وضاحت اور صراحت سے کہا گیا ہے کہ اگرمردوں میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ قانونِ خداوندی کی اطاعت سے اپنی تکمیلِ ذات کرسکتے ہیں توعورتوں میں بھی اس کی صلاحیت ہے(**الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ**)اگرمرداس پارٹی (جماعت) کے رکن بن سکتے ہیں جو خدا کے قانون کے اٹل نتائج پریقین رکھتے ہوئے امنِ عالم کی ذمہ دار ہوتو عورتیں بھی اس جماعت کی اسی طرح رکن ہوسکتی ہیں(**الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ**)اگرمردوں میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنی استعداد کواس طرح سنبھال کررکھیں کہ ان کا استعمال صرف قانونِ خداوندی کے مطابق ہوتو یہی صلاحیت عورتوں میں بھی ہے(**وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ**)اگرمرد اپنے دعوٰئے ایمان کواعمال سے سچ کردکھانے کے اہل ہیں توعورتیں بھی اس کے اہل ہیں(**وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ**)اگرمرد ثابت قدم رہ سکتے ہیں توعورتیں بھی رہ سکتی ہیں(**وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ**)اگرمرداس خصوصیت کے حامل ہوسکتے ہیں کہ جوں جوں ان کی صلاحیتیں بڑھتی جائیں وہ شاخ ثمردار کی طرح قانونِ خداوندی کی اطاعت میں اورجھکتے چلے جائیں تو یہی خصوصیت عورتوں میں بھی ہے۔(**وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ**)اگرمردوں میں ایثار کا مادہ ہے تو عورتوں میں بھی ہے (**وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ**)اگرمرداپنے آپ پرایسا کنٹرول رکھ سکتے ہیں کہ انہیں جہاں سے روکا جائے وہ رک جائیں' توعورتوں میں بھی اس کی صلاحیت ہے(**وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ**)۔اگرمرد! اپنے جنسی میلانات کوضوابط کی پابندی میں رکھ سکتے ہیں توعورتیں بھی ایسا کرسکتی ہیں(**وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ**)۔اگرمردقانونِ خداوندی کو شعوری طورپرسمجھنے اوراسے ہروقت پیشِ نظررکھنے کے اہل ہیں توعورتوں میں بھی اس کی اہلیت ہے(**وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ**)جب یہ صلاحیتیں دونوں میں موجود ہیں توان کے نتائج بھی دونوں کے لئے یکساں طورپرموجود ہونے چاہئیں۔فلہٰذا نظامِ خداوندی میں دونوں کے لئے حفاظت کا سامان اوراجرِعظیم موجود ہے(**أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيْماً**)۔سورۂ توبہ میں مومنین کی جن صفات کا ذکرکیا گیا ہے(اورجنہیں پہلے بیان کیا جاچکا ہے)ان میں ایک صفت السائحون بھی ہے۔یعنی دنیا کا سفر'یا سیروسیاحت' کرنے والے۔عورت کے متعلق جونظریہ ہمارے ذہنوں میں راسخ ہے'اس کے پیشِ نظرخیال گزرسکتا تھا کہ کم ازکم اس صفت میں مومن عورتیں شریک نہیں ہوں گی۔قرآنِ کریم نے **سٰئِحٰت** **(66:5)**- کا ذکرخاص طورپرکرکے'اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کردیا اوراس کی وضاحت کردی کہ اس صفت میں بھی مومن عورتیں مردوں کے ساتھ برابرکی شریک ہیں۔

☆☆☆

## اقامتِ صلوٰۃ وایتائے زکوٰۃ

یہ ہیں وہ صفات و خصائص جن کے حامل افراد سے قرآن وہ امت تشکیل کرتا ہے جو تمام عالم انسانیت میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ **وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (2:143)**- اس طرح ہم نے تمہیں ایک مرکزی امت بنا دیا۔ تاکہ تم عالم انسانیت کے اعمال کی نگرانی کرو (کہ وہ حق وانصاف پر قائم رہیں) اور تمہارا رسول تمہارے اعمال کی نگرانی کرے کہ تم نظامِ خداوندی کے مطابق چلتے رہو۔ دوسری جگہ ہے: **كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. (3:110)**- تم ایک بہترین قوم ہو جسے نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔۔۔ یہ بھلائی کیا ہے؟ یہ کہ: **تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (3:110)**- تم ان باتوں کا حکم دیتے ہو جنہیں وحی خداوندی مستحسن قرار دیتی ہے اور ان سے روکتے ہو جنہیں وہ ناپسندیدہ ٹھہراتی ہے۔ یعنی یہ لوگ (مومنین) پہلے اپنی زندگی وحی خداوندی کے قالب میں ڈھالتے ہیں۔ پھر ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس سے دوسرے لوگ بھی وحی کا اتباع کرتے جائیں۔۔۔ اسے قرآن کی اصطلاح میں نظامِ صلوٰۃ کہتے ہیں اور مقصد اس تگ وتاز سے یہ ہے کہ تمام افرادِ انسانیہ کو وہ ذرائع اور سامان میسر آتا رہے جس سے اس کی طبعی زندگی اور ذات کی نشوونما ہوتی چلی جائے۔ اسے ایتائے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ یعنی نوعِ انسان کو سامانِ نشوونما بہم پہنچانا۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں جماعتِ مومنین کے ان ہر دو فرائض (ذمہ داریوں) کو بار بار دہرایا گیا ہے۔۔۔ **وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ (9:71)**- حتیٰ کہ ان کی مملکت اور حکومت کی غرض وغایت بھی یہی بتائی گئی ہے۔ سورۂ حج میں ہے۔ **الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (22:41)**- یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انہیں ملک میں اختیار و اقتدار حاصل ہو گیا تو یہ نظامِ صلوٰۃ قائم کریں گے اور نوعِ انسان کی نشوونما کا انتظام کریں گے۔ ان باتوں کا حکم دیں گے جنہیں قرآن صحیح تسلیم کرتا ہے اور ان سے روکیں گے جنہیں وہ ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور ان کے تمام معاملات منشائے خداوندی کے مطابق طے ہوں گے۔ اس مقام پر، ایک نکتہ کی وضاحت ضروری نظر آتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ خیال عام کیا جاتا ہے کہ اسلام میں، عورتوں کو نظامِ مملکت میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔ یہ نظریہ قرآنِ کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ جو آیت ابھی ابھی آپ کے سامنے آئی ہے اس میں اسلامی حکومت کا فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بتایا گیا ہے اور دوسرے مقام پر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ فریضہ مردوں اور عورتوں دونوں کا ہے۔ تنہا مردوں کا نہیں۔ سورۂ توبہ میں ہے۔ **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ...... (9:71)**- مومن مرد

اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ان کا فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔

## شمشیر زن مومن

بہر حال' کہا یہ جا رہا تھا کہ جماعتِ مومنین کا فریضہ ہے کہ وہ دنیا سے برائیوں کی روک تھام کا انتظام کریں۔ لیکن یہ روک تھام اندھی قوت کے زور سے نہیں ہوگی۔ وہ بھلائیوں کو اس قدر عام کرتے چلے جائیں گے کہ برائیاں خود بخود اپنی جگہ چھوڑتی جائیں' جس طرح تاریکی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ روشنی لے آیئے۔ **وَيَدْرَؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (28:54)**- البتہ جو لوگ نظامِ حق وصداقت کے خلاف سرکشی پر اتر آئیں اور ظلم واستبداد سے کسی طرح باز ہی نہ آئیں' تو خلقِ خدا کو ان کے جور وستم سے محفوظ رکھنے کے لئے' قوت کا استعمال ناگزیر ہوگا۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ: **لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ** ج **(57:25)**- ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا کہ وہ لوگوں کو علم وبصیرت کی رُو سے حق کی دعوت دیں۔ پھر ان کے ساتھ ضوابط قانون بھی نازل کئے کہ دنیا میں عدل قائم رکھا جا سکے۔ لیکن جو لوگ نہ دلائل و براہین کی رو سے مانیں۔ نہ قانونِ عدل و انصاف کی پابندی اور احترام کریں' تو ان کے لئے: **وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ (57:25)**- ہم نے شمشیرِ خارا شگاف بھی نازل کی۔ جماعتِ مومنین' شمشیر کا استعمال مظلوم کی حمایت اور ظالم کے ظلم کی مدافعت کے لئے کرتی ہے۔

## تعاون

اس مقصد کے لئے اگر دنیا کی کوئی اور قوم کسی قسم کی کوشش کرتی ہے تو جماعتِ مومنین ان کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ لیکن غلط کاموں میں کسی کا ساتھ نہیں دیتی۔ **وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (5:2)**- ان کا شعار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ: **مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا (4:85)**- جو کسی اچھے کام میں دوسرے کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی خوشگوار نتائج میں اس کا بھی حصہ ہوتا ہے اور جو کسی خراب کام میں کسی کا ساتھ دیتا ہے' تو اس کے مضر نتائج کی ذمہ داری اس پر بھی عائد ہوتی ہے۔

## ربط باہمی

یہ ہیں وہ بلند مقاصدِ حیات جن کے لئے جماعتِ مومنین کے افراد ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے' زندگی کی متلاطم ندیوں کو ''مردانہ وار'' پار کئے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں تعلیم ہی یہ دی گئی ہے کہ: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (3:200)**- تم اپنے مسلک پر نہایت استقامت سے

جے رہو اور ایک دوسرے کی استقامت کا موجب بنو۔ ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر رہو اور ہر قدم پر قانونِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔ یہی وہ روش ہے جس سے تمہیں سفرِ حیات میں کامیابی حاصل ہوگی۔ اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر' **كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ (61:4)**- گویا ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے کہ حوادثِ زمانہ کی سرکش موجیں اس سے آ کر ٹکرائیں تو اپنا سر پھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں ان کے اس ارتباطِ باہمی اور باہدگر پیوستگی کا ذریعہ' تمسک بالقرآن (خدا کی کتاب کے ساتھ وابستگی) ہوتا ہے کہ ان سے کہا گیا ہے کہ: **وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ (3:103)**- تم خدا کی کتاب کے ساتھ' سب کے سب مل کر' پوری مضبوطی سے وابستہ رہو اور آپس میں تفرقہ پیدا مت کرو۔ اس لئے کہ باہمی تفرقہ۔۔۔امت کا فرقوں میں بٹ جانا۔۔۔توحید نہیں' شرک ہے۔

## تفرقہ شرک ہے

**وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ O مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (30:31)**- دیکھنا! تم کہیں (اسلام لانے کے بعد پھر) مشرک نہ بن جانا۔ یعنی ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین میں فرقے پیدا کر لئے اور خود بھی ایک گروہ بن گئے۔ اس سے کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ہر فرقہ سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں (اور باقی سب باطل پر ہیں) اور یوں امت کی اجتماعیت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

## نزولِ ملائکہ

اس کے برعکس امت کی وحدت اور استقامت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر رحمتوں کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جو انہیں دنیا اور آخرت میں زندگی کی خوشگواریوں کی بشارتیں دیتے ہیں۔ **إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ** - یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ اس حقیقت پر ایمان لاتے ہیں کہ ہمارا نشوونما دینے والا اللہ ہے اور پھر اس دعویٰ پر جم کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان سے کہتے ہیں کہ تم نہ کسی قسم کا خوف کھاؤ۔ نہ افسردہ خاطر ہو اور اس جنتی زندگی کی خوشخبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ **نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ**۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق اور ساتھی ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ **وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ - (41:30-31)**- تمہیں' دنیا اور آخرت میں' جو تمہارا جی چاہے گا ملے گا۔ جو مانگو گے' پاؤ گے۔ ہر قسم کی سربلندیاں اور سرفرازیاں تمہارے حصے میں آئیں گی اور یہ سب تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوں گی۔۔۔ **تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُون (7:43)**- یہ وہ جنت ہے جس کے تم' اپنے اعمال کی وجہ سے' مالک بنائے گئے ہو۔

# نیکی کا صحیح مفہوم

یہ ہیں وہ خصوصیات جن کے حامل انسانوں کو مومن کہا گیا ہے۔ انہیں زندگی کی جن خوشگواریوں اور سربلندیوں کی بشارت دی گئی ہے، وہ انہی خصوصیات کا فطری نتیجہ ہوتی ہیں۔ محض مومن کہلانے اور مسلمان نام رکھا لینے سے یہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے۔ **لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ (4:123)**۔ یہ نتائج نہ تمہاری خوش فہمیوں سے حاصل ہوسکتے ہیں نہ ان اہلِ کتاب کی خالی تمناؤں سے۔ یہ تو صرف ان خصوصیات کے پیدا کرنے سے حاصل ہوں گے جنہیں مومنین کی صفات کہہ کر پکارا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی میں یہ خصوصیات موجود نہ ہوں، اور وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے ''دینی اعمال'' پر بھی محض میکانکی طور پر کاربند ہو، تو بھی یہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے۔ قرآن نے نہایت واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ: **لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ**۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کرتے ہو یا مغرب کی طرف۔ **وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ**۔ اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ تم ان بلند حقیقتوں پر علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھو جنہیں اجزائے ایمان کہا گیا ہے۔۔۔ یعنی خدا اور اس کے قانونِ مکافات پر ایمان۔ زندگی کے تسلسل پر ایمان۔ وحی کی رو سے دیئے ہوئے ضابطۂ قوانین پر ایمان۔ انبیاء اور ملائکہ پر ایمان۔۔۔ نیکی اس کی ہے جو ان حقیقتوں پر یقینِ محکم رکھے اور پھر **وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ**۔ مال و دولت کی محبت کے باوجود اسے دوسروں کی پرورش کے لئے دے دے۔ وہ رشتے دار ہوں یا ایسے لوگ جو معاشرہ میں تنہا رہ جائیں یا وہ لوگ جن کا چلتا ہوا کاروبار رک جائے یا ان میں کام کاج کی استطاعت نہ رہے۔ یا ایسے مسافر جو زادِ سفر سے محروم رہ جائیں یا وہ لوگ جن کی کمائی ان کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہو یا وہ دوسروں کے پنجۂ استبداد میں گرفتار ہوں۔ ان مقاصد کے لئے مال و دولت کا پیش کر دینا یہ نیکی ہے۔ مختصر الفاظ میں نیکی یہ ہے کہ: **وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ**۔ ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں تمام افرادِ معاشرہ قوانینِ خداوندی کا اتباع کریں اس وقت فریضہ صلوٰۃ کی پابندی کریں اور نوعِ انسان کی پرورش کا سامان مہیا کریں۔ **وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ**۔ نیکی ان کی ہے جو اپنے عہد و پیمان کا احترام کریں اور قول اقرار کے پکے ہوں۔ **وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ**۔ اور جب مشکلات کا سامنا ہو تو نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کریں۔ **أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ O (2:177)**۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ ایمان کو اپنے اعمال سے سچا ثابت کر دکھاتے ہیں اور یہی ہیں وہ جو متقی کہلانے کے مستحق ہیں۔ نہ وہ جو محض رسمی طور پر نماز روزہ کی پابندی کر کے اس فریب میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم پکے مومن ہیں اور بڑے نیک کام کر رہے ہیں۔

## خیرات کے کام

یہی نہیں۔ بلکہ ایسے خیراتی کام جنہیں عام طور پر ''کارِ خیر'' سمجھا جاتا ہے' وہ بھی نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے جدوجہد کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ سورۂ توبہ میں ہے: **أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ** ۔کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کے لئے سبیلیں لگا دینے والا یا خانہ کعبہ کی زیبائش و آرائش اور آبادکاری کے کاموں میں حصہ لینے والا' اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو خدا اور اس کے قانونِ مکافات اور حیاتِ اخروی پر ایمان رکھے اور نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے مسلسل جدوجہد کرتا رہے! تم اپنی خوش عقیدگی کی بناء پر کچھ ہی کیوں نہ سمجھو۔ **لاَ يَسْتَوُونَ عِندَ اللّٰهِ** ۔میزانِ خداوندی میں یہ دونوں کبھی ہم وزن نہیں ہو سکتے۔ ایسا سمجھنا بڑی زیادتی ہے۔ **وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ O (9:19)**- اور خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ اس قسم کی زیادتی کرنے والوں پر کامیابی کی راہیں کبھی نہیں کھلا کرتیں۔ یہودیوں کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ وہ اسی قسم کی خودفریبی میں مبتلا تھے۔ انہوں نے معاشرہ کا نظام ایسا قائم کر رکھا تھا جس میں کمزور' غریب' نادار افراد' اپنا گھر بار چھوڑ کر باہر نکل جانے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ جب وہ اس طرح باہر نکل کر' غیر محفوظ ہو جاتے اور دوسروں کے چنگل میں پھنس جاتے تو پھر وہی ان کے ابنائے وطن' جن کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے' خیرات کے پیسوں سے ان کا فدیہ ادا کرتے اور سمجھتے کہ ہم بڑا ثواب کا کام کر رہے ہیں۔ **وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ (2:85)**- حالانکہ ایسا نظام قائم کرنا جس میں معاشرہ کے غریب اور کمزور افراد' مظلومیت کا شکار ہو جائیں' ایسا جرمِ عظیم ہے جس کا کفارہ اس قسم کے خیرات کے کام کبھی نہیں بن سکتے۔ جماعتِ مومنین اس قسم کی خودفریبی کا شکار نہیں ہوتی۔ وہ نظام ایسا قائم کرتے ہیں جس میں اس قسم کے انفرادی خیراتی کاموں کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ قرآن تسلیم کرتا ہے کہ اہلِ کتاب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو انفرادی طور پر دیانتدار ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انہیں نظامِ خداوندی کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس لئے کہ ان کا نظامِ معاشرہ اس قسم کا ہوتا ہے جس میں ان کی انفرادی نیکیاں خوشگوار نتائج پیدا نہیں کر سکتیں۔ دیکھئے قرآن اس حقیقت کو کیسے واضح اور بلیغ انداز میں پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ: **وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لاَّ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلاَّ مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِماً** ۔ان اہلِ کتاب میں وہ بھی ہے جس کے پاس اگر چاندی سونے کا ڈھیر بھی بطور امانت رکھ دیا جائے تو وہ اسے جوں کا توں واپس کر دے اور ایسا بھی کہ اگر اس پر ایک روپے کا بھی اعتماد کرو تو وہ اسے کبھی واپس نہ کرے بجز اس کے کہ تم اس کے سر پر ڈنڈا لے کر سوار رہو۔ **ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُواْ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ** ۔ یہ اس لئے کہ ان کا نظامِ معاشرہ قومی عصبیت کی بنیادوں پر قائم ہے جس میں یہ عقیدہ دل کی گہرائیوں میں راسخ کر دیا جاتا ہے کہ تم دوسری اقوام کے لوگوں کے ساتھ جو جی میں آئے کرو۔ اس سے تم پر کوئی الزام نہیں ہوگا اور

تماشا یہ کہ ان کے مذہبی پیشوا انہیں یہ بتاتے ہیں کہ یہ شریعتِ خداوندی کے عین مطابق ہے حالانکہ **وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ O (3:74)**۔ یہ خدا کے خلاف صریح کذب وافترا ہے اور ایسا کہنے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

قرآنِ کریم نے مثال تو یہودیوں کی دی ہے کہ وہ ایسا معاشرہ قائم کرتے تھے جس میں ان کے کمزور اور غریب بھائی گھروں سے بے گھر ہونے پر مجبور ہو جائیں اور اس طرح جب وہ دوسروں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتے تھے تو انہیں چھڑانے کے لئے فنڈ اکٹھا کرتے تھے اور اسے بڑا ثواب کا کام سمجھتے تھے لیکن اس سے اس نے اصول بہت بلند پیش کیا ہے یعنی ایسا معاشرہ قائم کرنا جس میں غریب لوگ محتاج سے محتاج تر ہوتے جائیں اور اس کے بعد ان کی طرف خیرات کے چند ٹکے پھینک کر یہ سمجھنا کہ ہم نے بڑا ثواب کا کام کیا ہے جرمِ عظیم ہے: **فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ...... (2:85)**۔ جو قوم بھی ایسا کرے گی اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوگی اور آخرت میں بھی سخت عذاب کی مستحق۔

☆☆☆

## مومن اور مسلم کا فرق

المختصر، یہ ہیں وہ خصوصیات جن کے حاملین کو مومن کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے مومن اور مسلم کے الفاظ اکثر مقامات پر ہم معنی استعمال کئے ہیں لیکن ایک جگہ ایسی تشریح بھی کی گئی ہے جس سے، بعض گوشوں میں، ان دونوں کا فرق سامنے آ جاتا ہے۔ سورۂ حجرات میں ہے: **قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا** ۔ یہ بدوی قبائل، جو اسلامی مملکت کے قیام کے بعد، مسلمان ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ **قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا** ۔ ان سے کہو کہ یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور اس طرح مومن بن گئے ہیں بلکہ یہ کہو کہ ہم اس مملکت کے سامنے جھک گئے ہیں: **وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ** ۔ ابھی تک ایمان تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا...... (49:14)۔ **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ O (49:15)**۔ مومن کہلانے کے مستحق وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر دل کی کامل رضامندی سے ایمان لاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے دل میں کسی قسم کے شک وشبہ کا گزر تک نہیں ہوتا۔ پھر وہ، اپنی جان اور مال سے، خدا کی راہ میں جہاد کرتے رہتے ہیں۔ یہ ہیں وہ جو اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہوتے ہیں۔

## نفسیاتی تبدیلی

اس سے ہمارے سامنے مسلم اور مومن کا فرق آ جاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ مسلم وہ ہے جس سے احکامِ خداوندی کی

اطاعت، قانون کے ذریعے جبراً کرائی جاتی ہے اور ان احکام کی اطاعت کا جذبہ جس کے دل کی گہرائیوں سے ابھرتا ہے اسے مومن کہتے ہیں۔ مومن کی ذات (Personality) کی نشوونما اس طرح ہو جاتی ہے کہ وہ تمام صفات وخصوصیات جن کا ذکر گزشتہ اوراق میں کیا گیا ہے، اس کے مختلف گوشے (Facets) بن جاتے ہیں، اس لئے وہ ان صفات کا فطری مظہر ہوتا ہے، جس طرح سورج، روشنی اور حرارت کا فطری مظہر ہے۔ اسلامی معاشرہ کے اندر اگر ''مسلم'' ان قوانین کی اطاعت سے ان کے اثرات کو اپنے دل میں جذب کرتا جاتا ہے، اور یوں اس کی ذات کی نشوونما ہوتی چلی جاتی ہے۔ تو وہ بھی مقامِ مومن تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں اعراب سے کہا گیا کہ وہ ابھی اپنے آپ کو مومن نہ کہیں کیونکہ ہنوز ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا، وہاں ان سے یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ: **وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O** (49:14)- اگر تم نظامِ خداوندی کی اطاعت کرتے جاؤ گے تو تمہارے اعمال میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔ انکے نتائج مرتب ہوتے چلے جائیں گے۔ اس طرح تخریبی عناصر سے تمہاری ذات کی حفاظت ہو جائے گی اور اسکی نشوونما کا سامان بھی تمہیں ملتا جائے گا۔ بشرطیکہ تم نے یہ اطاعت، محض رسمی طور پر نہ کی۔ اگر ایسا کرو گے تو مسلم کے مسلم ہی رہو گے۔ مومن نہیں بن سکو گے اسلامی نظام درحقیقت، اس تبدیلی سے قائم ہوتا ہے جو جماعتِ مومنین کے قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی نفسیاتی تبدیلی کے بغیر، نظامِ خداوندی متشکل ہی نہیں ہوسکتا۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ** (13:11)۔۔۔ یعنی خدا کسی قوم کی حالت میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک اس قوم کے اندر نفسیاتی تبدیلی نہ پیدا ہو جائے۔۔۔ن یہ ایسی سنت اللہ (خدا کا اٹل قانون) ہے جس میں کبھی تغیر نہیں ہوتا۔ جماعتِ مومنین، اسی نفسیاتی تبدیلی کا مظہر ہوتی ہے اور یہ تبدیلی پیدا ہوتی ہے اس قرآن کے مطابق زندگی بسر کرنے سے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ ؎

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

(یہ قرآن) جب ''جان'' کے اندر (سرایت کر) جاتا ہے تو ''جان'' وہ جان نہیں رہتی اَور ہو جاتی ہے۔ جب ''جان'' اور ہو جاتی ہے تو جہان بھی اَور ہو جاتا ہے۔ (ترجمہ از سلیم۔)

اس حقیقت کو ایک بار پھر سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بات قرآن کریم کی صحیح تعلیم اور اس کے مطابق تربیت سے پیدا ہوتی ہے ایک چیز ہے اسلام کی دعوت کا فکری طور پر سمجھنا اور اس طرح ذہنی طور پر اس کی صداقت کا معترف ہو جانا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ انسان کے دماغ میں اس دعوت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا نہیں ہوتے اور اس کے خلاف منطقی دلائل اور فلسفیانہ اعتراضات اسے ڈگمگا نہیں دیتے لیکن ایمان کا مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے، جب اس دعوت کے کسی تقاضے (یعنی مستقل قدر)

اور انسان کی طبیعی زندگی کے کسی تقاضے میں (خواہ وہ محض جذباتی بات ہو یا محسوس مفاد کا سوال) تصادم ہو اور وہ طبیعی زندگی کے تقاضے پر، مستقل قدر کے تقاضے کو ترجیح دے۔ یہ ہے وہ ایمان جو دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہوتا ہے۔ اسی کے حاملین کو مومن کہتے ہیں جن کے متعلق خدا کا ارشاد ہے کہ: **أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ O (2:157)**-

میں اس حقیقت کو پھر دہرا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ ابھی ابھی کہا ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ قرآنِ کریم نے مومن اور مسلم میں مستقل طور پر یہ تفریق کی ہے۔ بالکل نہیں۔ اس نے مومن اور مسلم کے الفاظ مرادف معنوں میں بھی استعمال کئے ہیں اور مومنوں کی عظیم ترین شخصیتوں۔۔۔ حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرامؑ منجملہ نبی اکرمﷺ۔۔۔ کو مسلم کہہ کر پکارا ہے۔ اس نے فرق یہ بتایا ہے کہ جو لوگ کسی مصلحت کی خاطر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں یا محض مسلمانوں کے گھر پیدا ہو جانے سے مسلمان کہلائیں۔ انہیں اپنے آپ کو مومن نہیں کہنا چاہئے تا آنکہ ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں پیوست نہ ہو جائے۔ ورنہ، عام معنوں میں، مومن اور مسلم دونوں وہ ہیں: **مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ O (2:112)**- جنہوں نے اپنی تمام خواہشات اور توجہات کو قوانینِ خداوندی کے تابع رکھا اور اس طرح نہایت متوازن زندگی بسر کی۔ سو اس کے اعمال کا اجر اس کے نشوونما دینے والے کے پاس ہے اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ حزن۔ لہٰذا، مومن اور مسلم وہ ہے جسے نہ خارج سے کسی قسم کے خطرہ کا خوف ہو اور نہ داخلی طور پر اس کے دل میں یاس و حزن کا گزر ہو۔ یہ ہے مقامِ مومن اور اندازِ مسلم۔ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن　　گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت　　یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے　　دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

(ضربِ کلیم)

▶▶▶▶▶▶◀◀◀◀◀◀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ ازہر عباس، فاضل درسِ نظامی

# اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو نافذ کرنا ہی عبادت ہے

قرآن کریم کی رو سے یہ اللہ تعالیٰ کی عنایتِ بے پایاں ہی تھی کہ اس نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے انبیاءکرام کا سلسلۃ الذہب جاری فرمایا جنہوں نے اس دنیا میں تشریف لاکر انسانیت کو زندگی کی صحیح اقدار سے متعارف کرایا۔ تمام انبیاء کرامؑ کی تعلیم کا نقطۂ ماسکہ ہی یہ تھا کہ: **وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ (16:36)**- ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو کہتا تھا کہ) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو‘ اس آیۂ کریمہ کے مطابق تمام انبیائے کرامؑ نے یا تو دین قائم کر کے دکھا دیا‘ یا ساری عمر دین کے قیام کی کوشش میں گذار دی۔ حضورﷺ نے بھی اپنے دور میں دین قائم فرمایا‘ لیکن انسانیت کی بدقسمتی کہ وہ کچھ ہی عرصہ بعد منقرض ہوگیا پھر صدر اول سے لے کر آج تک‘ دین کے قیام کی کوشش کبھی بھی‘ کہیں بھی نہیں ہوئی۔ اور انسانیت قرآن کریم جیسی روشن قندیل اور سراج منیر کی روشنی سے محروم رہی۔ اس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے کہ آج دنیا میں کسی جگہ اور کسی ملک میں بھی سکون واطمینان نہیں بلکہ تمام بحر و بر میں فساد ہی فساد پھیلا ہوا ہے (30:41)- کچھ تو دنیا کی بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے‘ اور کچھ اس وجہ سے کہ انسانیت نے اپنے وضع کردہ تمام نظامہائے حیات کو آزما کر دیکھ لیا‘ مسلمانوں نے پھر قرآن کریم کی طرف رخ کیا اور دین کے قیام کی ضرورت ان کو محسوس ہونی شروع ہوئی۔ لیکن افسوس اور خدشہ اس بات کا ہے کہ جو تحریکیں اقامتِ دین کی داعی ہوئی ہیں‘ مذہب اور روایات کے غلبہ کی وجہ سے ان کے سامنے دین کا صحیح تصور نہیں ہے‘ بلکہ ان کا تصور غلط اور قرآنِ کریم کے خلاف ہے‘ خوب یاد رکھیں کہ پوری تاریخ انسانیت میں‘ نوح علیہ السلام سے آج تک‘ تحریک طلوع اسلام پہلی تحریک ہے‘ جو خالص قرآنی دین کے قائم کرنے کے لئے اٹھی ہے۔ تاریخِ انسانیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سے آپ اس تحریک کی اہمیت اور اس کے اعلیٰ مقام کا اندازہ فرما سکتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ اس تحریک کے بانی اور داعی اول کس بلند مقام کے

حامل تھے۔

تحریک طلوع اسلام کے علاوہ جو چند تحاریک دین کے قیام میں سرگرداں ہیں' ان کی بنیادی لغزش یہ ہے کہ وہ مذہب کے دائرہ سے باہر نہیں نکلتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب کو ہی ٹھوک پیٹ کے' اس کی مرمت کر کے' درست کر لیا جائے تو یہی دین بن جاتا ہے' لیکن ان کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے' دین اور مذہب دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔ جب تک مذہب ختم نہیں ہو جاتا' دین اس کی جگہ نہیں لے سکتا' اس بات کو جانچنے کے لئے یہ معیار پیش خدمت رکھیں کہ مذہب میں روحانیت کے تصور کی وجہ سے انفرادی پرستش پر ہی نجات کا دارومدار رکھا جاتا ہے۔ دین میں چونکہ روحانیت کا کوئی تصور نہیں ہے' اس لئے اس میں انفرادی یا اجتماعی پرستش کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔ ہماری یہ جملہ تحاریک جو اقامت دین کے لئے اٹھی ہیں' ان میں انفرادی پرستش تو ایک طرف رہی' یہ سب حضرات تو تصوف میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک تحریک بھی تصوف اور سرمایہ داری کے خلاف نہیں ہے۔ حالانکہ تصوف اور سرمایہ داری اور دین بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ اب یا تو ہمارے علماء کرام اس نکتہ کو سمجھتے ہی نہیں یا پھر یہ عمداً ''کملاجٹ'' بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے علماء کرام کے نزدیک اسلامی حکومت کا قیام اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی حکومت میں سخت سزاؤں کی وجہ سے جرائم کم ہو جائیں گے۔ گانا' ناچنا' فنون لطیفہ اور فحاشی کم ہو جائیں گے' نماز' روزہ' اوراد وظائف' ذکر وفکر کی محافل کو فروغ ہوگا۔ ہر جگہ سے درود شریف کی آواز بلند ہوتی رہے گی۔ مساجد کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ ایک خاص قسم کی معاشرت اختیار کی جائے گی۔ خواتین باپردہ ہوں گی۔ مرد حضرات ڈاڑھیاں رکھیں گے۔ ان کے نزدیک اسلامی حکومت کا تصور اس سے زیادہ اور کوئی خاص نہیں ہے جبکہ تحریک طلوع اسلام کے نزدیک' اسلامی حکومت کی اطاعت ہی اللہ ورسول کی اطاعت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو نافذ کرنا ہی عبادت خداوندی ہے' اس مملکت کے قیام سے اللہ تعالیٰ کے وعدے' جو اس نے قرآن کریم میں انسانیت سے کئے ہیں۔ وہ پورے ہوتے ہیں۔ ان وعدوں میں مسلمانوں کو اقتدار اور ایک ایک متنفس کو رزق کی فراہمی شامل ہیں۔ اس نظام کی معرفت ہی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ نظام ہی دعائیں پوری کرتا ہے' اس کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ سیکولر حکومتیں اور پیشوائیت کی قائم کردہ اسلامی حکومت' صرف حیوانیت کی سطح کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ تحریک طلوع اسلام کے نظریات پر قائم شدہ قرآنی حکومت محض اقتصادی اور انتظامی مشکلات کا حل ہی نہیں بتاتی بلکہ وہ اس سے کہیں آگے لے جاتی ہے۔ روٹی' معاشی اور انتظامی امور کا مسئلہ تو انسانی اور حیوانی زندگی کا مشترک مسئلہ ہے قرآنی نظام ان مسائل کا حل بھی پیش کرتا

ہے۔ جن کا تعلق خالص انسانیت سے ہے اور یہی بنیادی فرق ہے جو تحریک طلوع اسلام کی قرآنی حکومت اور ساری دنیا کی سیکولر اور پیشوائیت کی مذہبی حکومت میں ہوتا ہے۔

اسلامی حکومت کا قیام ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ قرآن کریم کی رو سے اقامتِ دین اور اقامتِ صلوٰۃ ایک ہی چیز ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام کی اہمیت و ضرورت پر متعدد مضامین رسالہ طلوع اسلام میں پیش خدمت عالی کئے جا چکے ہیں۔ ان سب کے علاوہ، ایک مضمون، ''مملکتِ مدینہ'' طلوع اسلام میں طبع ہوا تھا۔ جس میں تحریر کیا گیا تھا کہ حضورﷺ کے دور مبارک میں، حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ کی ان تھک کوششوں کی وجہ سے، مدینہ منورہ میں ایک مملکت قائم ہو گئی تھی جو دس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی، حضورﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا کہ وہ خود مقدمات کے فیصلے فرمائیں 5:48-49، اور ان کے عدالتی فیصلوں کی اطاعت ہی عبادت خداوندی تھی۔ اس وسیع و عریض حکومت کا سارا نظم ونسق، حضورﷺ اپنے ماتحتوں، اپنے مقرر کردہ افسران کی معرفت کرا رہے تھے 4:59, 4:83، پوری مملکت میں عدالتیں قائم ہو گئی تھیں۔ حکام مقرر کر دیئے گئے تھے رعایا کو حکم تھا کہ ان حکام کو کبھی رشوت نہ دیں اور بغیر رشوت دیئے کام کرائیں 2:188 رعایا کے ہر فرد کو حکم تھا کہ اپنے فیصلے صرف اس نظام کے ذریعے کرائیں اور جو کوئی اپنا مقدمہ اس نظام کے سامنے پیش نہیں کرتا، وہ اپنے کو مسلمان نہ سمجھے 4:65، قرآن کریم نے تو مسلمان کی تعریف Definition ہی یہ کی کہ مسلمان وہ ہے جو اسلامی ریاست کے اندر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ عجیب تماشہ ہے کہ وہ نظام یا وہ ریاست تو منقرض ہو گئی، لیکن مسلمان نام کے لوگ موجود ہیں۔ ہمارا شمار بے شک مسلمانوں میں ہے، لیکن صرف پیدائشی اور مردم شماری کے رجسٹر کے مسلمان، جن کو قرآن نے مسلمان تو تسلیم کر لیا ہے 49:14، لیکن ہم وہ حقیقی، اصلی مسلمان نہیں ہیں جو قرآن بنانا چاہتا ہے اور اس کا منہ بولتا ثبوت ہماری آج کی حالت ہے ورنہ مسلمان تو کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ 3:139, 30:47, 4:141۔

نظری طور پر ہمارے علماء کرام بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضورﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ریاست قائم فرمائی تھی اور حضورﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے مرادف تھی، لیکن یہ سوال کہ حضورﷺ کے بعد حضورﷺ کی اطاعت کس طرح کی جائے اس میں علمائے کرام اور تحریک طلوع اسلام میں اختلاف ہے۔ ہمارے علماء کرام حضورﷺ کی اطاعت کو احادیث کی طرف منتقل کر دیتے ہیں اور یہ خیال فرماتے ہیں کہ کتب احادیث کی اطاعت سے رسول اللہﷺ کی اطاعت ہو جاتی ہے۔ جبکہ تحریکِ طلوع اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ حضورﷺ کے بعد، حضورﷺ کی اطاعت، ان کے زندہ خلیفہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

یعنی حضورﷺ کے انتقال کے بعد' حضرت ابوبکرؓ کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی' محولہ بالا مضمون ''مملکتِ مدینہ'' کے بالکل آخر میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ ''مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ یہ بات کہ قرآن کی رو سے یہ اطاعت حدیثوں کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی' کسی دوسرے مضمون میں پیش خدمت عالی کر دی جائے گی''۔ اس وعدہ کے مطابق اس مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ حضورﷺ کے بعد' حضورﷺ کی اطاعت حدیثوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے ایک زندہ اتھارٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

(1) ہمارے علماء کرام اللہ و رسولﷺ کی اطاعت سے مراد قرآن و حدیث کی اطاعت لیتے ہیں اس طرح یہ اطاعت دو اطاعتیں بن جاتی ہیں۔ جبکہ قرآن کریم نے اس کو ایک اطاعت قرار دیا ہے' جو کہ اسلامی حکومت کے مرکز کی اطاعت ہوتی ہے کیونکہ ان دونوں اطاعتوں کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ عربی قواعد کی رو سے اللہ و رسولﷺ کے لئے تثنیہ کا صیغہ آنا چاہئے تھا۔ آپ وہ آیات ملاحظہ فرمائیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ (8:20)**- اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو' اور اس سے روگردانی نہ کرو جبکہ تم سن رہے ہو۔ ملاحظہ فرمائیں اس میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم ہے لیکن عنہُ' کی ضمیر واحد کی استعمال کی گئی ہے۔

(2) **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (8:24)**- اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دو' جب وہ پکارتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کر دے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے' اور جان لو کہ اسی کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیۂ کریمہ میں اگرچہ اللہ و رسول کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن **إِذَا دَعَاكُم** میں صیغہ واحد کا استعمال ہوا ہے۔

(3) ارشاد ہوتا ہے: **وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ O وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ (24:48-49)**- اور جب یہ (منافقین) اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو ان میں سے ایک فریق پہلو تہی کرتا ہے اور اگر ان کا کوئی حق واجب ہوتا ہے تو اس کی طرف چلے آتے ہیں۔

یہاں بھی اللہ اور رسول دو الفاظ آئے ہیں لیکن **لِيَحْكُمَ** واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح یا تو الیہ میں ضمیر واحد غائب کی ہے۔

(4) ارشاد ہوتا ہے: **قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا**

**الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (24:54)**- (اے رسول) تم کہہ دو کہ (اے مسلمانو) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو' پھر اگر ایسا ہو کہ تم روگردانی کرنے لگو تو جان لو کہ رسول کے ذمہ وہ (تبلیغ) ہے جس کا بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ (اطاعت) ہے' جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے۔ اگر تم نے اس رسول کی اطاعت کر لی تو تم درست راستے پر چل پڑے' بہرحال رسول کے ذمہ تو اس کے احکام کو پہنچا دینا ہی ہے۔

اس جگہ اللہ و رسول کی اطاعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔لیکن **عَلَيْهِ** اور **تُطِيعُوهُ** میں ضمائر واحد غائب کی ہیں۔ ان امثلہ سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد دو الگ الگ اطاعتیں نہیں ہیں' بلکہ اللہ کی وہ اطاعت ہے' جو مرکز ملت کی وساطت سے عمل میں آتی ہے۔ ان ضمائر میں واحد کے صیغے مرکز ملت کے لئے آئے ہیں۔ جو اس وقت حضورﷺ کی ذات گرامی قدر تھی۔ یہی وہ اطاعت ہے جس کے متعلق فرمایا:

(5) **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً (33:36)**- کسی مومن مرد و عورت کے لئے گنجائش ہی نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ صادر فرما دے' تو ان (مومنوں) کو اس میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا' تو وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

اگر مرکز ملت کی یہ اطاعت نہیں ہے' تو ایمان کا زبانی دعویٰ قطعاً سودمند نہیں ہے۔**وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ (24:47)**- اور یہ (منافقین) لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم اطاعت کرتے ہیں۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ ان میں کا ایک گروہ اس کے بعد (اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے) سرتابی کرتا ہے' یہ لوگ صحیح معنے میں مسلمان ہی نہیں ہیں۔

قرآن کریم ان دو اطاعتوں کو ایک اطاعت قرار دیتا ہے' جو مرکز ملت کی اطاعت ہوتی ہے۔ یہ الگ الگ دو اطاعتیں (قرآن و حدیث) کی نہیں ہوسکتیں۔ آپ نے پانچ آیات اس کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں۔ مزید حوالہ جات دیئے جاتے ہیں کیونکہ آیات تحریر کرنے سے مضمون طویل ہوتا ہے۔ آپ خود قرآن کریم کے نسخے سے ملاحظہ فرمائیں۔ 24:54, 9:24, 58:21, 9:62, 9:74, 8:20, 59, 8, 33:36, 58:20, 58:5, 8:13, 24:63, 59:1-4, 8:46, 9:107' اس بارے میں مزید آیات بھی ہیں لیکن ان پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

یہ بات خوب واضح رہے کہ احادیث کے مجموعوں سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں ہوسکتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین اور آپ کے خلیفہ کی اطاعت سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہوتی ہے' کیونکہ قرآن کریم نے اس اطاعت کے لئے سماعت کو شرط قرار دیا ہے کہ پہلے اس حکم کو سنو اور پھر اس کی اطاعت کرو' سماعت کی شرط احادیث سے پوری نہیں ہوتی' اس کے لئے زندہ اتھارٹی کا ہونا ضروری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

1- **يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَطِيْعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ (8:20)**- اے ایمان والو' خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ موڑو جبکہ تم سن رہے ہو۔

2- **وَقَالُواْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (2:285)**- اور کہنے لگے' اے ہمارے پروردگار' ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا اور تیری طرف بازگشت ہے۔

3- **إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (24:51)**- ایمان والوں کا قول تو بس یہ ہے کہ جب ان کو خدا اور اس کے رسول کے پاس بلایا جاتا ہے تا کہ باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کردیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے حکم سنا' اور مان لیا اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

4- **فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيْعُوا وَأَنفِقُوا خَيْراً لِّأَنفُسِكُمْ (64:16)**- تو جہاں تک ہو سکے' خدا سے ڈرتے رہو' اور (اس کے احکام) سنو اور مانو' اور اپنی بہتری کے واسطے خرچ کرو۔

آپ غور فرما رہے ہیں کہ ان تمام آیات میں اطاعت رسول کے لئے پہلے سماعت کو لازمی قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ شرط احادیث سے کسی طرح بھی پوری نہیں ہوسکتی۔

اب وہ آیات پیش خدمت عالی کی جاتی ہیں' جن میں رسول اللہ ﷺ سے مراد ان کی زندگی میں خود حضور علیہ السلام ہیں' اور ان کے بعد ان کے جانشین ہوں گے۔ کیونکہ آپ کی وفات کے بعد وہ احکام ختم یا بے اثر نہیں ہوں گے۔ اگر ان کو آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشینوں کی طرف منتقل نہیں ہونا تھا' بلکہ ختم ہو جانا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو قرآن میں کیوں محفوظ رکھا۔ اگر وہ وقتی چیزیں تھیں' تو ان کو محفوظ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

(1) ارشاد ہوتا ہے: **وَإِذَا كُنتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلاَةَ (4:102)**- اے پیغمبر آپ ان میں موجود ہوں تو آپ نماز پڑھائیں۔ تمام فقہا اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ حکم آپ کے خلیفہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں تحریر ہے کہ ''جمہور علماء کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی صلوٰۃ خوف کا ضابطہ جاری

ہے، تمام خلفاء اسلام رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔ ہر زمانہ میں کسی خلیفہ کی موجودگی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کی قائم مقام ہے۔ جلد سوئم، صفحہ 161، تفسیر مظہری) کے ان دو جملوں نے ہمارے موقف کی اس طرح تائید کی ہے کہ مزید کچھ بھی لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ دو جملے صرف اس آیت کی وضاحت نہیں کرتے، بلکہ تحریک طلوع اسلام کے بنیادی عقیدے کی تائید وحمایت کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی اطاعت ان کے خلفاء کے ذریعے ہوتی ہے، حدیث کے ذریعے نہیں ہوتی اور یہی ہمارا بھی موقف ہے۔

(2) حضور ﷺ کو حکم ہوتا ہے: **وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (3:159)**- اے پیغمبر معاملات میں ان سے مشورہ کر لیجئے اور جب آپ کسی فیصلے پر پہنچ جائیں تو پھر اللہ پر بھروسہ کیجئے، اس موقعہ پر تمام مفسرین کا فیصلہ ہے کہ یہ حکم صرف حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کے بعد تمام سربراہان مملکتِ اسلامی مشورہ کریں گے، اور یہاں جو حکم حضور ﷺ کو مشاورت کرنے کے لئے ملا ہے۔ وہ خلفاء کی جانب منتقل ہو جائے گا۔

(3) **وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ (9:59)**- اور جو کچھ خدا نے اور اس کے رسول نے ان کو عطا فرمایا تھا اگر یہ لوگ اس پر راضی رہتے اور کہتے کہ خدا ہمارے واسطے کافی ہے تو عنقریب ہی خدا ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے ہی دے گا۔ ہم تو یقیناً اللہ کی طرف لَو لگائے بیٹھے ہیں۔

اس وقت بھی حکام کو غرباء کی مدد کرنی ضروری ہے تو کیا اس وقت آیۂ کریمہ کے مطابق لوگوں کو یہ کہنا چاہئے کہ خود رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقات دینے آئیں۔ ظاہر ہے کہ اس خدمت کی بجا آوری رسول اللہ ﷺ سے ان کے جانشینوں کی طرف منتقل ہوگئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے موجود نہ ہونے کے وقت دوسرے حکام اس کو سرانجام دیں گے۔

(4) **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (4:64)**- اے رسول جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر وہ تمہارے پاس چلے آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی مغفرت چاہتے، تو بے شک وہ لوگ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

بے شک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح صفائی کرنے کے لئے حضور ﷺ کے پاس آنا ضروری تھا لیکن اس وقت موجودہ دور میں جو حکام کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ مدینہ جا کر رسول اللہ ﷺ کے

سامنے، یا بخاری شریف یا مسلم شریف کے سامنے اپنی صفائی پیش کرے۔ اس وقت اپنے موجودہ حکام کے سامنے ہی پیش ہوکر صفائی کرنا لازم ہوگا۔ اس قسم کی تمام آیات میں رسول اللہ ﷺ کے موجود نہ ہونے کے وقت رسول سے مراد آپ کے خلفاء ہوں گے۔ حدیث کی کتابیں نہیں ہوسکتیں۔

(5) **وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ (4:83)**- اور جب ان مسلمانوں کے پاس امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو وہ اسے فوراً مشہور کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اس خبر کو رسول (یا) ایمان والوں میں سے مقامی حکام تک پہنچا دیتے تو بے شک ان میں جو لوگ تحقیق کرنے والے ہیں (رسول خود، یا مقامی حکام اس کو سمجھ لیتے (کہ اصل معاملہ کیا ہے)۔

آج ان افواہوں کو، رسول اللہ ﷺ، یا کتبِ احادیث کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ سے یا حدیثوں سے ان افواہوں کے متعلق استنباط کرایا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں حضور ﷺ کی زندگی میں خود حضور ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء مراد ہیں۔ حدیثیں کسی حال میں نہیں ہوسکتیں۔

اس قسم کی بہت ساری آیات پیش کی جاسکتی ہیں، ان میں سے چند کے حوالے تحریر کئے جاتے ہیں۔ 9:24, 48:16, 5:33, 8:1 وغیرہ۔

اس بات کی تائید میں کہ حضور ﷺ کے بعد آپ کی اطاعت آپ کے خلفاء کے ذریعے ہوسکتی ہے، احادیث کے ذریعے نہیں ہوسکتی۔ اب چند احادیث نبویہ پیش کی جاتی ہیں۔

(1) من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن عصی امیری فقد عصافی (بخاری ومسلم شریف)۔ (ترجمہ) جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی، اور جس نے میرے مقرر کردہ حاکم کی اطاعت کی، اس نے دراصل میری اطاعت کی، اسی طرح میرے امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے، اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

(2) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ، علیٰ المرء المسلم السمع والطاعة فیما احب و کرہ الا ان یومر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (المسلم)۔ (ترجمہ) حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مرد پر امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ خواہ وہ حکم اس کو پسند ہو یا ناپسند لیکن یہ کہ اگر اس کو گناہ کا حکم دیا جائے، اس حالت میں نہ سننا جائز ہے نہ اطاعت کرنا۔

(3) عن انس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ اسمعوا و اطیعوا وان استعمل علیکم

عبداً حبشیا ما اقافیکم کتاب اللہ۔ (بخاری شریف)۔ (ترجمہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا اپنے امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو' اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے۔ جب تک وہ تم میں کتاب اللہ قائم کرے۔

(4) لا اسلام' الا بالجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ والا امارۃ الا بطاعۃ۔ اسلام جماعت کے بغیر کچھ نہیں' جماعت کی ہستی امیر کے ساتھ ہے اور امارت کا دارومدار اطاعت پر ہے۔

(5) من خرج من الطاعۃ و فارق الجماعۃ فمات میتۃ الجاھلیہ۔ جو شخص اطاعت سے الگ ہو گیا' اور جماعت کو چھوڑ بیٹھا' وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس قسم کی متعدد احادیث پیش کی جاسکتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضورﷺ کی اطاعت حضورﷺ کے خلفاء' کی طرف منتقل ہوتی ہے اور اللہ و رسول کی اطاعت کرنے کے لئے لازم ہے کہ اسلامی نظام قائم کیا جائے' کیونکہ صرف اور صرف اسلامی نظام کے ذریعے ہی اللہ و رسول کی اطاعت کی جاسکتی ہے۔

قرآن کریم دین کے قیام پر جو اس درجہ اصرار کرتا ہے' اس سے مسلمانوں' یعنی اس قوم کو جو اس نظام کو جاری کرے' اور عام انسانیت کو کیا فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں' وہ اگلے مضمون میں پیش خدمت عالی کئے جائیں گے کیونکہ یہ مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ دین کے منافع تو ایسے ہوتے ہیں کہ

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ھم چناں باقی

(اُس کا حُسن کوئی انتہا نہیں رکھتا اور سعدی کی باتیں بھی (اس کے حسن سے متعلق) ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ پیاسا' پیاسا ہی مر رہا ہے اور دریا کی موجوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔ (ترجمہ از سلیم۔)

**و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین**


## ایک عظیم قرآنی خزانہ

**قرآن مجید پر غور و فکر کرنے والوں کے لئے خوشخبری**

مفکرِ قرآنِ مجید علامہ پرویزؒ صاحب کی زندگی بھر کی قرآنی بصیرت کو DVD پر دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

قیمت 20 کراؤن فی سی۔ڈی علاوہ ڈاک خرچ میں طلب کیجئے۔

سی ڈی اور کتب کی خریداری ☆ بیرون ملک bazmdenmark@gmail.com

☆ اندرون ملک' فون: 5753666 42 92+' ای میل: trust@toluislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلام باری، مانچسٹر

# مذہبی پیشوائیت کی دسیسہ کاریاں

سطحی اندازۂ ذہانت کے مالک تعلیم یافتہ مسلم حضرات کے نزدیک دیؔن اور مذہب میں کوئی فرق نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دین کہہ لیں یا مذہب ایک ہی بات ہے (چاہے رام کہو یا رحیم کہو مطلب تو اسی کی ذات سے ہے (معاذ اللہ)۔ ایک دن ایک پاکستانی نے عجب صنعتکاری پیش کی، جب اس نے کہا کہ (ر) رب دی (الف) اللہ دا (م) محمدؐ دی لے کے رام بن گیا (معاذ اللہ) سب جانتے ہیں کہ رام ایک انسان تھا، سیتا اس کی بیوی اور لچھمن اس کا بھائی۔ عجب ہے سب مسلمان اور غیر مسلم بغیر سوچ سمجھے مسلمانوں کے ممالک کو اسلامی ملک کہتے ہیں مگر دنیا میں سوائے ایک شخص نائر نامی ہندو صحافی۔ وہ دیؔن اور مذہب میں فرق سمجھتے ہوئے ہمیشہ ''مسلمانوں کے ملک'' کہتے اور لکھتے ہیں کیونکہ انہیں علم ہے کہ ان کے کسی ملک میں دینِ اسلام نافذ نہیں ہے اس لئے یہ اسلامی ممالک ہرگز نہیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمان سکالر تک اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ مذہبی لبادہ اوڑھنے والے اہلِ تصوف کا عقیدہ ہے کہ ''پا کے مُکھ تے مروڑی الف میم بن گیا، آپے عرب وچ آن کے یتیم بن گیا'' (معاذ اللہ)۔ یہ غلو یعنی حد سے تجاوز ہے۔ ایسے فریب خوردہ، مذہب گزیدہ، دیؔن کے معاملہ میں عقل کے اندھے، مفاد پرست لوگ بات سمجھنا چاہتے ہی نہیں لہٰذا انہیں کون سمجھائے کہ لفظِ دین کے مادہ میں ایک طرف غلبہ، اقتدار، حکومت، مملکت، آئین، قانون، نظم ونسق، فیصلہ، ٹھوس نتائج، جزا و سزا، بدلہ کا مفہوم ہوتا ہے، اور دوسری طرف یہ اطاعت و فرمان پذیری کے لئے اجتماعی نظامِ زندگی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِندَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (3:19)- الدین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔ دین اسلام کا مطلب ہے قرآنی نظام، اسلامی نظام یعنی قرآن کے مطابق (Islamic Government) جس میں اللہ کی اطاعت کی جائے۔ اس کے برعکس مذہب (religion) کے لغوی معنی ہیں انسانوں کی وضع کردہ (theory, set of ideas) خدا اور بتوں کے درمیان بندے کا انفرادی اور پرائیویٹ تعلق جس میں خدا اور دیوی

دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی ہے۔اس لئے دیّن اور مذہب یعنی Government اور religion، ایمان اور کفر کی طرح متضاد ہیں دونوں ایک یا برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ الگ بات ہے کہ دیّن کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے انسانوں کے خود ساختہ قوانین کی گورنمنٹ اور تھیوکریسی (وحی کے متوازی مذہبی لٹریچر کی بدولت عوام کے ذہنوں کو ماؤف کر کے انہیں کنٹرول کرنے والی قوتیں۔جن کے متعلق خدا کا ارشاد ہے کہ یہ تو غنیمت ہے کہ انہیں ملک میں اقتدار و اختیار حاصل نہیں، ورنہ یہ لوگوں کو تل کے برابر بھی کوئی شئے نہ دیتے۔فَإِذاً لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيْرا (4:53)-(کا آپس میں گٹھ جوڑ ہوتا ہے اور یہ دونوں فریق ایک دوسرے کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔مثلاً بغیر علم فلکیات چاند دیکھنا مذہبی پیشوائیت کی اجارہ داری ہے اور عید کی چھٹی کا اعلان حکومت کا کام یا ان کی خود ساختہ شریعت کی وضع کردہ تعزیرات اور حدود آرڈیننس پر عمل درآمد کرنا حکومت کے سپرد ہوتا ہے۔

ایک شخص کہتا ہے قرآن کی رو سے وصیت فرض ہے دوسرا کہتا ہے کہ فلاں امام کی فقہ کے مطابق تیسرے حصہ کی وصیت ہوسکتی ہے تیسرا شخص کہتا ہے کہ حدیث کے مطابق وارث کے لئے وصیت نہیں لکھی جا سکتی۔صحیح یا غلط کی بحث میں پڑے بغیر تینوں اشخاص کی بات متعین طور پر سمجھ میں تو آتی ہے کہ کس نے کہا۔لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ شریعت کی رو سے وصیت کا مسئلہ یوں ہے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا، پھر لامحالہ اس کا تعین سوائے مذہبی پیشوائیت اور کیا ہوسکتا ہے۔ان کی روش کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ:أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ(42:21)-ان لوگوں نے زندگی کا جوراستہ اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے، اسے خدا نے مقرر نہیں کیا۔انہوں نے اور ہستیوں (اپنے مذہبی راہنماؤں) کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے جو ان کے لئے دین (نظامِ زندگی) میں مختلف راہیں (شریعتیں) وضع کرتے ہیں۔۔۔ ایسی راہیں (شریعتیں) جن کی، قوانینِ خداوندی کی رو سے کبھی اجازت نہیں ہوتی۔(خدا کا حکم کچھ اور ہوتا ہے اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی شریعت، کچھ اور کہتی ہے۔یہ بہت بڑا شرک اور افترٰی **علی اللہ** ہے۔سورۃ ہود کی آیات 18-19 میں ہے کہ:وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّهِ كَذِباً أُوْلَـئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الأَشْهَادُ هَـؤُلاء الَّذِيْنَ كَذَبُواْ عَلَى رَبِّهِمْ أَلاَ لَعْنَةُ اللّهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ O الَّذِيْنَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيْلِ اللّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجاً وَهُم بِالآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ O (یہود ونصاریٰ کے مذہبی پیشوا کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کے احکام، ان کی شریعت کے خلاف ہیں، اس لئے یہ منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جسے یہ شریعتِ خداوندی کہتے ہیں وہ ان کی خود ساختہ شریعت ہے اور اسے یہ منسوب خدا کی

طرف کرتے ہیں۔سو ذرا غور کرو کہ) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اپنے ذہن سے باتیں وضع کرے، اور انہیں دینِ خداوندی کہہ کر پیش کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عدالتِ خداوندی میں پیش ہوں گے، اور گواہی دینے والے اس کی تصدیق کریں گے کہ انہوں نے فی الواقعہ اپنے رب کے خلاف بہتان باندھا تھا۔۔۔۔ یاد رکھو! اس قسم کے ظالم، زندگی کی شادابیوں اور سرفرازیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ان کی یہ حالت کہ اپنے خود ساختہ مسلک کو، شریعتِ خداوندی کا نام دے کر، لوگوں کو خدا کے سچے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اس صاف اور سیدھے راستے میں خواہ مخواہ پیچ وخم پیدا کردیں۔اصل یہ ہے کہ یہ لوگ مستقبل کی زندگی (حیاتِ اُخروی) پر ایمان ہی نہیں رکھتے (مذہب کو انہوں نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ (اگر دینِ خداوندی اپنی اصلی شکل میں رہے تو عوام اسے کبھی نہ چھوڑیں، لیکن یہ اس میں پیچیدگیاں پیدا کرکے اسے کچھ کا کچھ بنادیتے ہیں۔ یوں یہ اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کردیتے ہیں)۔

واضح رہے کہ قرآن کریم میں یہ حقائق بیان تو اس طرح کئے گئے ہیں جیسے یہ کسی اور مذہب (بالخصوص یہودیت) کی داستان ہو لیکن یہ کسی خاص قوم یا خاص مذہب سے مختص نہیں۔ یہ ایسے حقائق ہیں جن کا تعلق ہر مذہب اور ہر مذہب پرست قوم سے ہے۔آپ خود اپنے ہاں مذہبی پیشوائیت کے احوال وکوائف پر نگاہ ڈالئے۔ انہوں نے خارج از قرآن اور غیر از قرآن، عقائد، رسوم و عبادات کو اس شد و مد سے عام کر رکھا ہے کہ عوام دینِ خالص کو خلافِ اسلام سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اگر کوئی بھی شخص قرآن کی بات کرتا ہے تو (مذہبی پیشواؤں کے اکسانے پر) عوام لٹھ لے کر اس طرح اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں گویا وہ انہیں دیؔن سے بہکا رہا اور (اپنی طرح) ملحد و بے دین بنا رہا ہے۔ یہ ہوتی ہے مذہبی پیشوائیت کی تکنیک، خواہ وہ کسی مذہب سے متعلق ہوں۔انہی مذاہب میں اب اسلام بھی شامل ہو چکا (یا کر دیا گیا) ہے۔لہٰذا ان آیات میں نظر بظاہر بات یہودیت یا عیسائیت کے مذہبی راہنماؤں کی ہو رہی ہے، لیکن درحقیقت یہ ابدی حقائق ہیں جن کا اطلاق ہر قوم اور ہر زمانے کے مذہبی پیشواؤں پر یکساں ہوتا ہے۔

ضمناً۔اَلْـعَـوَجُ (ع کے زبر کے ساتھ) اس ٹیڑھ پن کو کہتے ہیں جو آنکھوں سے نظر آجائے۔ اور اَلْـعِـوَجُ (ع زیر کے ساتھ) اس ٹیڑھ کو جو آنکھوں سے دیکھی نہ جاسکے، عقل و بصیرت کی رُو ہی سے نظر آسکے۔ قرآن کریم نے یہاں عِـوَجًا کہا ہے (عین زیر کے ساتھ) اس سے واضح ہے کہ مذہبی پیشوائیت، دیؔن کے راستے میں کس قسم کا پیچ وخم پیدا کرتی ہے۔ہم اس پیچ وخم میں اُلجھائے ہوئے راہرورِاہِ حیات ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ جن لوگوں کے دل

میں خالص قرآن کی تعلیم کھٹکتی ہے ان کا دوسری زندگی پر' مستقبل کی زندگی (قرآنی نظام) پر ایمان نہیں ہوتا۔ ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب تو ان کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے تو تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان حِجَاباً مَّسْتُوْرًا ایک (نفسیاتی) پردہ حائل ہو جاتا ہے۔۔۔ اس پردے کا تجربہ تو ہم یہاں کی جہنمی زندگی میں ہر روز کرتے ہیں۔

حیوانات میں دیکھئے۔ کسی ایک نوع کی شکل و صورت دوسری نوع سے نہیں ملتی۔ اس لئے وہ ایک دوسرے سے دھوکا نہیں کھاتے۔ بکری کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ جو سامنے سے آ رہا ہے' ہرن ہے' اس لئے وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا اور وہ بھیڑیا ہے جو مجھے کھا جائے گا لیکن نوعِ انسان کی صورت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد' انسانی شکل وصورت لئے ہوتا ہے' اس لئے ہم انسانی ہرن اور بھیڑیا میں تمیز نہیں کر سکتے' اور ہر شاطر اور چالاک درندہ صفت انسان سے مار کھا جاتے ہیں۔ اس طرح انسان اور انسان کے درمیان ایک حجابِ مستور ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا لیکن یہ کچھ جہنمی معاشرہ میں ہوتا ہے۔ جنتی معاشرہ میں ایسا کوئی حجاب نہیں ہو گا۔ جنتی معاشرہ یعنی قرآنی نظام کے ذریعے اسلامی معاشرہ میں لوگوں کے سینوں سے غِلّ نکال دیا جاتا ہے' جن سے ان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے۔ کیا اطمینان بخش ہو گا وہ معاشرہ جس میں بھیڑیا اور ہرن دور سے پہچانے جائیں اور کوئی کسی سے دھوکا نہ کھائے۔ وہاں مجرم' شریف انسانوں سے الگ کھڑے ہوں گے (36:59) مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے (7:48)- ان (اہلِ جہنم' ظالمین) میں دونوں گروہ شامل ہیں۔ ایک وہ جو کھلے بندوں لوگوں کو خدا کی طرف لے جانے والے راستے سے روکتے ہیں اور دوسرے وہ جو اس راہ میں پیچ وخم پیدا کر دیتے ہیں۔ راستہ بظاہر وہی ہوتا ہے' لیکن وہ صراطِ مستقیم نہیں ہوتا۔ اس میں ہزار پیچ وخم ہوتے ہیں جو راہ رو کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔ پہلا گروہ' غیر مسلموں کا ہے اور دوسرا گروہ مذہبی پیشواؤں کا جو اول الذکر سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ وہ بھیڑیا ہوتا ہے تو بھیڑیئے کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ لیکن یہ بھیڑیا! بہروپیا کی شکل میں خوشبو لگا کر بکری کی کھال اوڑھے ہوتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ مذہبی پیشوائیت کا نظام سرمایہ داری' سیکولر نظام سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ سیکولر نظامِ سرمایہ داری میں سرمایہ دار کچھ سرمایہ لگا کر دوسروں کی محنت کو غصب کرتا ہے لیکن مذہبی سرمایہ دار ایک پائی کا سرمایہ لگائے بغیر عوام کا استحصال کرتا ہے۔ وہ اپنی گاڑھے پسینے کی کمائی ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' اور ساتھ ہی ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور منتیں کرتے ہیں کہ ان کی اس حقیر سی نذر کو شرفِ قبولیت عطا فرما دیا جائے۔ اس کاروبار کو برقرار رکھنے کے لئے یہ حضرات طرح طرح کے

حربے استعمال کرتے ہیں۔ سورۃ توبہ کی ایک ہی آیت میں ان دونوں گروہوں کے متعلق اللہ کا فرمان ہے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (9:34)-اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! علماء و مشائخ' اہلِ شریعت و پیرانِ طریقت (مذہبی پیشوائیت) اکثر کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ جھوٹ اور فریب سے لوگوں کا مال مفت میں کھا جاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں' لیکن درحقیقت ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس راستے کی طرف نہ آنے پائیں۔ اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ خود ان کا وجود ہے۔ اے رسول ﷺ تم علماء ومشائخ کے ساتھ' ان لوگوں کو جو (ان کی خودساختہ شریعت کی آڑ میں' نظامِ سرمایہ داری کو منشآئے خداوندی کے عین مطابق سمجھ کر) سونے چاندی (دولت) کے ڈھیر جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے' نوعِ انسان کی بہبود کے لئے عام نہیں کرتے' الم انگیز عذاب کی خبر سنا دو۔۔۔ اس مقام پر قرآن کریم نے احبار و رہبان (علماء و مشائخ کے خلاف دو جرم عائد کئے ہیں۔ ایک یہ کہ یاکلون اموال الناس بالباطل لوگوں کا مال باطل طریق سے کھانا۔۔۔ اور دوسرے یہ کہ یصدون عن سبیل اللہ خدا کی راہ یعنی دینؔ کے راستہ میں روک بن کر کھڑے رہنا۔

قرآن کریم نے کہا ہے کہ انسانیت کو تباہ کرنے کے لئے تین ہی لعنتیں ہیں۔ ملوکیت یا انسانوں کی حکومت (فرعون)' نظامِ سرمایہ داری (قارون) اور مذہبی پیشوائیت (ہامان)۔ اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں ان تینوں کا وجود ختم ہوگیا۔ لیکن خلفائے راشدینؓ کے بعد جب دین مذہب میں تبدیل کر دیا گیا تو یہ تینوں عذاب' ملت پر مسلط ہو گئے۔ شخصی حکومت اور نظامِ سرمایہ داری کو تو چھوڑ یئے۔ خلافت کے کچھ عرصہ بعد وجود میں آنے والی مذہبی پیشوائیت (علماء و مشائخ) کا جال ایسی گمراہ کن تکنیک سے ہم پر اس وسعت اور گہرائی سے چھایا ہوا ہے کہ قوم کا اس پھندے سے نکلنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ ہاں کوئی ایسی قیادت آئے جو تمام دیگر امور سے پہلے ان کی روزی روٹی کا بندوبست کرے تو حالات سدھر سکتے ہیں' کیونکہ مذہبی پیشوائیت ہے ہی معاشی مسئلہ' مذہب ان کا ذریعۂ معاش ہے' مسجدیں' مدرسے ان کی آمدنی کے اڈے۔ (چندہ کے ذریعے روزی کمانے کے سلسلہ میں ان کی بہت بڑی تعداد یورش کر کے برطانیہ بھی پہنچ چکی ہے۔ کوچہ بکوچہ مسجدیں بن گئی ہیں۔ ایسا گھر جس کے دائیں یا بائیں گیرج ہو یا دس فٹ جگہ خالی ہو' قسطوں پر خرید کر وہاں گیرج نما ہال بنوا کر اسے مسجد کا نام دے دیتے ہیں۔ یا ہر جمعہ اور تراویح کی نماز

کا پوسٹر لگا دیتے ہیں تاکہ انہیں کونسل کی طرف سے گرانٹ مل جائے اور نماز پڑھنے والوں سے چندہ بطور نفل الگ۔ تعویذ، گنڈہ، دعاء، نکاح کے چارجز (ہدیہ) کم از کم پچاس پونڈ وصول کیا جاتا ہے۔ جو ذرا زیادہ انگلش جانتے ہیں وہ اسلامک ٹیلی ویژن چینلز اور دیگر پاکستانی ٹیلی ویژن چینلز کے پلیٹ فارم پر روحانی کلینک وعلمِ نجوم کے چکر سے لانگ لسٹ ویٹنگ ٹیلی فون کالز کے ذریعے بے شمار دولت اکٹھی کرتے ہیں۔ (الحمدللہ) اسلام بکھیرا جا رہا ہے۔ صد افسوس کہ ان کی وجہ سے یہاں مسلم کمیونٹی کی مشکلات میں رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ رمضان کے تیسرے عشرہ میں لندن کی ایک اور برمنگھم کی ایک مسجد کے باہر تراویح کی نماز کے وقت مسلم مخالف برٹش نیشنل پارٹی والوں نے no more mosque کے بینرز اٹھا کر احتجاج کیا۔ فساد برپا ہوا کافی تعداد میں پولیس نفری بروقت موقع پر پہنچ گئی۔ دس بارہ مخالفین نوجوان گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس involve نہ ہوتی تو خون ریزی ہو جاتی۔ اب دس اکتوبر کو اس پارٹی کی طرف سے مانچسٹر ٹاؤن ہال کے سامنے جلوس کی شکل میں احتجاج ہو رہا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ سٹی کونسل والے چرچ فروخت کر کے ان میں مسلمانوں کو نمازیں پڑھنے پڑھانے کی اجازت کیوں دیتے ہیں؟)۔

آپ غور کیجئے! دنیا میں جن اقوام نے علم وعقل سے کام لینا شروع کیا، ان میں مذہب یا تو سرے سے ہی مٹ گیا (جیسے روس یا چین) یا ان کی پرستش گاہوں کی چار دیواری میں محبوس ہو کر رہ گیا (جیسے مغربی ممالک) لیکن انہوں نے جب اس اکاس بیل کو اتار پھینکا تو ان کے شجر حیات میں برگ و بار آنے شروع ہو گئے اور وہ زمین کی پستیوں سے ابھر کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئے لیکن چونکہ (بدقسمتی سے) ان کے ہاں خدا کا دین موجود نہیں تھا، اس لئے ان کی یہ تمام کوششیں، طبیعی زندگی تک محدود ہو کر رہ گئیں اور بین الاقوامی رقابتوں کی وجہ سے باہمی فساد انگیزیوں اور خونریزیوں کا موجب بن گئیں لہٰذا قرآن نے جو کہا تھا کہ: **لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ** (11:22)- آخر کار یہ لوگ خسارے میں رہیں گے ۔۔۔ تو مذہبی پیشوائیت ان عقل پرستوں کے ہاتھوں لٹ پٹ گئی اور عقل پرست، وحی کی روشنی سے محرومی کی وجہ سے تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ جب یہ اس قسم کی ہمت شکن صحرا نوردیوں سے تھک جائیں گے تو انہیں وحی کی روشنی کی تلاش ہوگی۔ پھر کاروانِ انسانیت، اپنی منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہوگا: **هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ**، ان عقل پرستوں کا بہرحال انسانیت پر احسان ہے کہ انہوں نے اسے مذہبی پیشوائیت کے فالج سے نجات دلا دی۔ امید ہے کہ اس کے بعد یہ جس سرسام کا شکار ہو گئے ہیں، اس سے بھی جلد نجات حاصل کر لیں گے۔ مغرب کے اربابِ فکر و دانش موجودہ حالات کے ہاتھوں بے حد

مضطرب و بے قرار اور وحی کی روشنی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ان کے مقابلہ میں :إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُواْ إِلَى رَبِّهِمْ أُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ الجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (11:23)-ان کے برعکس، جو لوگ ضابطۂ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور اس پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کی نشوونما کرتا ہے اور انسانی زندگی کے بگڑے ہوئے کام سنوارتا ہے اور (اس طرح) اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کے سامنے عملاً سر جھکاتے ہیں، تو یہی لوگ ہیں جو زندگی کی سدا بہار شادابیوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔۔۔۔ مذہبی پیشوائیت اور دین کے علمبرداروں کا تقابل ملاحظہ فرمائیے: مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالأَعْمَى وَالأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً أَفَلاَ تَذَكَّرُونَ (11:24)-ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ اور ایک دیکھنے والا اور سننے والا۔کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے؟ کیا اس کے بعد بھی تم سمجھتے سوچتے نہیں (کہ زندگی کی صحیح راہ کونسی ہوسکتی ہے؟۔۔۔۔ یہاں سے یونہی نہ آگے بڑھ جائیے۔ایک ثانیہ کے لئے رکئے اور غور کیجئے کہ مومن اور کفار۔ اہلِ جنت اور جہنم کی امتیازی خصوصیات کیا بتائی گئی ہیں۔مومن اور اہلِ جنت دیکھنے اور سننے والے۔ اور کفار اور اہلِ جہنم اندھے اور بہرے۔ تقابل عقل اور جہالت کا کیا گیا ہے۔ جب قوم مذہبی پیشوائیت کی پھیلائی ہوئی جہالت کی تاریکی سے نکلے گی تو دین کی روشن فضا میں پہنچے گی۔لہٰذا، دین تک آنے کے لئے قدمِ اول مذہبی پیشوائیت کے چنگل سے آزادی حاصل کرنا ہے۔ یہ وہ مرحلہ لا ہے، جسے طے کئے بغیر، آپ منزلِ اِلّا میں نہیں پہنچ سکتے۔اَفَلا تَذَكَّرُونَ؟ کیا آپ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے؟ مذہب کو چھوڑے بغیر، دین اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کعبہ سے تین سو ساٹھ بُت نکال باہر نہیں کئے جاتے، وہ بیت اللہ (خدا کا گھر) نہیں بن سکتا۔ تاریخی کوائف اس کے شاہد ہیں۔(مطالب الفرقان)۔


## ضرورتِ رشتہ

لڑکا انجینئر، زبان اردو، عمر 28 سال، دراز قد، جس کے سکالرشپ پر اٹلی میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع ہیں کے لئے مناسب قد، عمر، تعلیم کی لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ:

فون: 0331-8739547

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر انعام الحق، اسلام آباد

# اَلجِنّ کا قرآنی تصور

بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ جونہی وہ سننے میں آئیں یا دیکھنے میں آئیں، ان سے ''منسوب'' جو مفہوم چلا آتا ہے، وہی ذہن کے اندر آجاتا ہے۔ انہی الفاظ میں ''جن'' کا لفظ ہے۔ اصل میں یہ لفظ عربی زبان کا ہے اور اس کا مادہ ''ج ن ن'' ہے، جس کے بنیادی معنی ہیں ''ہر وہ شے جو نگاہوں سے اوجھل ہو (تاج العروس)۔ انہی معنوں میں اردو زبان میں اجنبی کا لفظ بولا جاتا ہے۔

سائنس کے نظریہ ارتقاء کی رو سے زندگی مختلف مراحل طے کرتی ہوئی آگے بڑھی ہے تو یہ سائنس دان اسے بن مانس تک لے آئے ہیں اور اسکے بعد جب یہ آگے بڑھی ہے تو وہ اسے اس مخلوق تک لے آئے جسے وہ چمپانزی (Chimpanzee) کہتے ہیں اور اس کے بعد ان کی تحقیق کے مطابق پھر انسانی پیکر آتا ہے۔ اب تک ان کی تحقیق یہ ہے کہ درمیان میں ایک Missing links' گم شدہ کڑی ہے یعنی ارتقاء کی ایک کڑی ایسی ہے جو ابھی تک سامنے نہیں آئی۔ قرآن کریم نے اسے بھی ''جن یا جان'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، جو انسان کی تخلیق سے پہلے ایک ایسی مخلوق تھی جو اب نظروں سے اوجھل ہے۔ (15:26-27)۔

یہ چیز بھی سائنس کے انکشافات میں ہے کہ خود ہمارا کرہ ارض بھی کبھی بالکل آتشیں گولا ہوتا تھا، پھر آہستہ آہستہ اس کے اوپر کا حصہ جس پر ہم رہ رہے ہیں، ٹھنڈا ہوا۔ جب کبھی یہ اوپر کا حصہ جو بہت گرم تھا، اس وقت اس حصے پر ایسی مخلوق تھی، جو اس قسم کے درجہ حرارت کے اندر زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی تھی، موجود تھی۔ گویا اس سے پہلے زندگی کی ایک کڑی تھی جو اب انسانی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے قرآن کی مذکورہ آیات (15:26-27)۔ میں جن سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اسے آگ سے پیدا کیا گیا تھا، سائنس کی تحقیقات جاری ہیں، لیکن وہ حتمی نتائج تک نہیں پہنچی، اس لئے گمان کیا جا سکتا ہے کہ یہی وہ کڑی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کا ذہن، جب عہد طفولیت میں تھا اور ہنوز اس کی علمی تحقیقات کی کاوشیں اتنی بلند سطح پہ نہیں پہنچی تھیں، بے شمار چیزیں ایسی تھیں جن کے متعلق وہ کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ ان میں خاص طور پر اس زمانے میں ایسی بیماریاں جیسے ہسٹریا اور پاگل

پن جیسی قبیل کی تھیں، جن کے اسباب انہیں معلوم نہیں ہوتے تھے۔ ان کے متعلق ان کا واہمہ تھا کہ یہ ازقسم جن کی قوتیں ہیں، جو آ کر اس بیماری کے اثر انداز ہونے میں چمٹ جاتی ہیں۔ یہ قوتیں چونکہ نظر نہیں آتی تھیں، اس لئے انہوں نے بھوت، پریت، جن، پریاں، چڑیلیں نام دے رکھے تھے اور جاہلیت کے اس عالم میں پھر وہ ان کی پرستش بھی کرتے تھے۔ اس پرستش ہی کی آڑ میں، وہ ان کی منتیں کرتے، ہاتھ جوڑتے اور ان کے آگے سجدے کرتے تھے کہ وہ انہیں تکلیف نہ دیں۔ ان کے بڑے بڑے سیانے، جو اس زمانے میں مذہبی پیشوا ہی ہوتے تھے، وہ آ کر ان پہ ٹونے، ٹوٹکے، گنڈے، تعویذ کرتے تھے۔ جس قسم کے جہالت پر مبنی وہ امراض تھے؟ اسی قسم کے جہالت پر مبنی ان کے علاج ہوتے تھے۔

آج انسان اس دور سے گذر آیا ہے خصوصی طور پر جہاں علم کی روشنی نے جہالت کی ان تاریکیوں کو رفتہ رفتہ دور کیا۔ جس حد تک یہ دور ہوتی چلی گئیں، اس حد تک وہ چیزیں جو آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی تھیں، وہ مشہود ہونی شروع ہوگئیں امراض کے اسباب معلوم ہو گئے۔ اب ان امراض میں کوئی مرض ایسا نہیں رہا، جن کے متعلق یہ کہہ نہ سکیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ اگر وہ بیماری جسمانی نہیں ہوتی تو پھر نفسیاتی اور اعصابی ہوتی ہے۔ اب اس کا علاج طب نفسی (Psychiatry) میں قوتِ خیال سے ہی علاج کیا جاتا ہے کیونکہ ان امراض کا زیادہ تعلق اعصاب سے ہوتا ہے؟

قرآن میں جن وانس کا ذکر ہے، جس کی وجہ سے جنوں کو انسانوں سے علیحدہ مخلوق تصور کیا جاتا ہے۔ نزول قرآن میں عربوں کے ہاں آبادی کی صورت یوں تھی اور اب بھی ہے کہ وہاں بہت تھوڑے شہر ہیں۔ شہروں میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں، انہی معنوں میں ان لوگوں کو وہ اپنی زبان میں ''الناس'' کہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں باقی ساری آبادی خانہ بدوش، صحرانشین بدو ہوتے تھے۔ یہ ہمیشہ صحراؤں میں رہتے تھے اور کبھی کبھار ان میں سے کوئی شہر میں آ جاتا تھا۔ یہ لوگ چونکہ شہریوں کی نگاہوں سے اوجھل صحراؤں میں رہتے تھے، وہ ان کو بھی ''جن'' کہتے تھے۔ قرآن میں ''جن'' اور انس/ الناس'' جہاں جہاں آتا ہے، اس کے معنی یہ دو قسم کی آبادیاں ہیں۔ بدوی/ دیہی، خانہ بدوش اور شہری۔ ان دونوں کی تمدنی، ثقافتی، علمی اور عقلی سطح میں بہت فرق تھا۔ سورہ الجن (72:1) میں یہی چیز آئی ہے کہ یہ کوئی وہ ''جن'' نہیں تھے، جو ہمارے ذہنوں میں ہیں۔ یہ انسان ہی تھے۔ وہ اسی طرح سے کہ ان میں سے کچھ مسلمان ہوئے، بعض ایسے تھے جنہوں نے انکار کیا۔ یہ آپس میں گفتگو اور تبادلہ خیال کرتے ہوئے بتائے گئے ہیں۔ دلائل دے رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں وہی ہیں جو انسان کرتے ہیں۔

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کے متعلق ہر مقام پہ یہ کہا ہے کہ آپ کو انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، کہیں یہ نہیں کہا ہے کہ آپ کو انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ گویا جن کا ذکر ہے کہ وہ ایمان لائے

تھے، یہ انسان ہی تھے کیونکہ رسول اللہ تو صرف انسانوں کی طرف رسول ہیں۔اس لئے جہاں قرآن نے ''جنوں'' کے متعلق کہا ہے کہ انہوں نے قرآن سنا اور ایمان لائے، تو ان سے مراد یہی صحرا نشین بدو ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ ہماری قوم سے ابھی تک یہ ''جن'' نہیں نکل سکے' جو ہمارے ذہنوں کے تراشیدہ ہیں' جب کہ یہ خصوصی طور پر مذہبی مقدس پیراہن اوڑھ کر آئیں! اس دعویٰ کے ساتھ کہ مذہبی پیشوا' جو کچھ ان کے متعلق کہتے ہیں' وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے علم کی رو سے کہتے ہیں۔

## قرآن حکیم کے طالب علموں کے لیے خوشخبری

علامہ غلام احمد پرویزؒ کے سات سو سے زائد دروسِ قرآنی پر مبنی تفسیری سلسلہ کے تحت بزمِ طلوعِ اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل تفسیری کتب کی اشاعت الگ الگ جلدوں میں ہو چکی ہے۔ یہ جلدیں بڑے سائز کے بہترین کاغذ پر خوبصورت طباعت اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ خصوصی رعایتی ہدیوں پر دستیاب ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| نام کتاب | سورہ | صفحات | رعایتی ہدیہ | نام کتاب | سورہ | صفحات | رعایتی ہدیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سورہ الفاتحہ | (1) | 240 | 120/- | سورہ روم، لقمان، السجدہ | (30,31,32) | 444 | 250/- |
| سورہ الفاتحہ (سٹوڈنٹ ایڈیشن) | (1) | 240 | 70/- | سورہ یٰسین | (36) | 164 | 100/- |
| سورہ النحل | (16) | 334 | 150/- | 29واں پارہ (مکمل) | ---- | 541 | 250/- |
| سورہ بنی اسرائیل | (17) | 396 | 175/- | 30واں پارہ (مکمل) | ---- | 624 | 250/- |
| سورۃ الکہف و مریم | (18-19) | 511 | 200/- | | | | |
| سورہ طٰہٰ | (20) | 416 | 180/- | | | | |
| سورۃ الانبیآء | (21) | 336 | 150/- | | | | |
| سورۃ الحج | (22) | 380 | 180/- | | | | |
| سورۃ المؤمنون | (23) | 408 | 200/- | | | | |
| سورۃ النور | (24) | 263 | 150/- | | | | |
| سورۃ الفرقان | (25) | 389 | 200/- | | | | |
| سورۃ الشعرآء | (26) | 453 | 230/- | | | | |
| سورۃ النمل | (27) | 280 | 170/- | | | | |
| سورہ القصص | (28) | 334 | 200/- | | | | |
| سورہ عنکبوت | (29) | 387 | 220/- | | | | |

ان خصوصی رعایتی ہدیوں پر مزید کوئی کمیشن / رعایت نہیں دی جاتی۔ خرچہ ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمیل احمد عدیل، بورے والا

# گناہ اور جرم میں فرق

اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے کچھ زیادہ ہی پڑھے لکھے۔ ممتاز مذہبی ادارے سے انہوں نے نصف صدی قبل درس نظامی کی سند حاصل کی۔ صف اول کی یونیورسٹی سے انگریزی اور عربی میں ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کیں۔ لیکچرر شپ کی لیکن پھر سول سروس میں آ گئے اور اب 75/76 برس کی عمر میں وہ کراچی ایسے مصروف اور پرشور شہر میں خاموشی سے بیٹھے تصنیف و تالیف کے وظیفے میں مشغول ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں نہایت پرمغز علمی مقالات تحریر کر چکے ہیں۔ جو معیاری جرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں ایسے فاضل بزرگوں کو سننا چاہئے۔ چند گھنٹوں کی ون ٹو ون ملاقات میں ہم نے بھی انہیں سنا۔ پورے انہماک کے ساتھ۔ جب روانہ ہونے لگے تو جاتے جاتے ایک جملہ انہوں نے ادا کیا۔

''عزیزم! کبھی غور کرنا Sin اور Crime میں کیا فرق ہے؟''

وقت رخصت انہوں نے ایک فکر افروز سوال فضا میں اچھال دیا تھا۔ بہتر ہوتا کہ وہ خود ہی اسکی وضاحت کر کے جاتے پر ہم نے انہیں روکا بھی نہیں اور وہ ٹھہرے بھی نہیں۔

جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی
تم چلے ہو تو کوئی روکنے والا بھی نہیں

لیکن یہ خوشی ہے کہ ہم ان کا نقطہ نظر اپنی دانست میں درست طور پر سمجھ چکے تھے لہٰذا ایک طرح سے انہوں نے ہم پر احسان کیا کہ ایک زرخیز سوال ہمیں عطا کر دیا تاکہ ہم اس نکتے پر خود غور کریں اور کوئی نتیجہ ترتیب دیں۔ اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ مسئلہ محض نظری بحث نہیں ہے بلکہ عملی زندگی یعنی زمینی حقائق کے ساتھ جڑا ہوا ایک قضیہ ہے۔

آیئے مل جل کر غور کرتے ہیں کہ گناہ اور جرم میں کیا فرق ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ صدیوں پر مشتمل ہماری سماجی تاریخ دو واضح ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک کا عنوان دین ہے (بلکہ عرف عام میں مذہب کہئے) دوسرے کا سرنامہ دنیا

ہے۔ کچھ ضابطے دِین کی دَین ہیں اور کچھ قوانین دنیا کی عطا ہیں۔ جب ہم دینی/ مذہبی دستور سے بوجوہ منحرف ہو جاتے ہیں تو ہمیں احساس گناہ گھیر لیتا ہے اور جب دنیاوی آئین سے کوئی انحراف ہم سے سرزد ہو جاتا ہے تو ہم مجرم قرار پا جاتے ہیں لیکن واضح رہے کہ جرم ثابت ہو جانے کے باوجود ہمیں ''احساس جرم'' ستاتا نہیں ہے۔ اس لئے کہ ''ستانے'' والی چیز کا تعلق داخل سے ہے۔ خارج سے نہیں۔ اس نکتے کو اور واضح کر دیتے ہیں کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے اور ہم دوبارہ وضو کرنے کی بجائے یونہی اپنی نماز مکمل کر لیں۔ ظاہر ہے اس ضابطہ شکنی کا کوئی گواہ نہیں ہے' لہٰذا ہماری گرفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اس کے باوصف ایک اضطراب ہمیں لازماً گھیر لے گا اور جب تک ہم اس کا کسی نہ کسی طرح کا ازالہ نہیں کر لیں گے۔ احساس گناہ کا بچھو ہمیں اندر سے متواتر ڈستا ہی رہے گا اس کے برعکس خود ساختہ اور جعلی نمبر پلیٹ والی گاڑی پر پورا شہر گھوم آئیں گے لیکن ہمیں کچھ بھی نہیں ہو گا۔ ضمیر کی ہلکی سی چبھن بھی ہمیں بے قرار نہیں کرے گی۔ کیوں؟

اس لئے کہ ہمارا یقین ہے کہ وضو کے سلسلے میں ہم نے خدا کا قانون توڑا ہے جبکہ ''ایک نمبر'' سے مزین پرکشش نمبر پلیٹ لگا کر ہم نے ملکی قانون یعنی اپنے جیسے انسان کے بنائے ہوئے قانون کو پامال کیا ہے۔ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی گناہگار سے گناہگار فرد نے بھی بھوک پیاس سے عاجز آ کر چھپ کر روزہ توڑ لیا ہو لیکن بڑے بڑے ''پارساؤں'' کے سمگلر ہونے کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ کیا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ملاوٹ کرنے پر ہمیں احساس گناہ آن گھیرے؟

اچھا یہ بڑی ہی دلچسپ بات ہے کہ ہمارے گناہوں کی فہرست نہایت مختصر اور محدود ہے اور اس فہرست کا اختصاص چند عبادات کے ساتھ وابستہ ہے وگرنہ خدا کے وضع فرمودہ اوامر ونواہی پر جائیں تو اس رنگ میں ایک طویل لسٹ وجود میں آئے گی۔ مگر کیا ہے کہ دو چار گناہوں کو چھوڑ کر باقی سب کے ساتھ ہمارا سلوک وہی ہے جو انسان کے بنائے ہوئے قوانین یا اس کے قرار دیئے ہوئے جرائم کے ساتھ ہے اصل مطالعہ کا موضوع یہ ہے جس کی جانب اکثر ہماری توجہ مبذول نہیں ہوتی یا نہیں ہونے دی جاتی۔

دیکھئے کسی ''جرم'' کے ''گناہ'' بننے میں صدیاں بیت جاتی ہیں یونہی پہلے ہی دن حضرت انسان ٹھنڈے پیٹوں کسی گناہ کو جرم تسلیم نہیں کر لیتا اس سے یہ سچائی منوانا بڑا دشوار ہے۔ سچی بات ہے یہ فریضہ محض سزا کا خوف ادا نہیں کروا سکتا کیونکہ ''دنیوی جرائم'' پر سخت سے سخت سزا بھگت کر بھی مجرم کے ضمیر کو کوئی پریشانی یا ندامت لاحق نہیں ہوتی۔ بغیر ٹکٹ سفر کرنے پر وہ پکڑا گیا ہے تو کیا ہوا؟ جرمانہ ادا کر کے وہ ''نفس مطمئنہ'' لے کر گھر لوٹے گا۔ کسی ٹیکس کی

ادائی کے سلسلہ میں اس نے حکام متعلقہ کے ساتھ کوئی ''مک مکا'' کرلیا ہے تو اس میں ''روحانی'' خلش والی کون سی بات ہے؟ لیکن وہی شخص جب حج پر جائے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ شیطان کو ایک کنکری بھی کم مارنے کا اس سے گناہ کبیرہ سرزد ہو جائے۔ ہر چند کہ ایک ''اعتدال پسند'' گروہ بھی ہے جس کا مسلک ہے: ؎

مَے بھی ہوٹل میں پیو چندہ بھی دو مسجد میں
شیخ بھی خوش رہیں' شیطان بھی بیزار نہ ہو

اور ایسے معتدلوں کو ہمارے ایک سابق وزیراعظم عمرہ یا حج کرانے بھی لے گئے تھے قصہ کوتاہ گناہ کی تعریف یہ ہے جس کے سرزد ہونے پر فرد کا ضمیر اسے اندر سے کوڑے مارے۔ باقی سب جرائم ہیں قطع نظر کہ انہیں کسی انسان نے جرائم قرار دیا ہے یا خالق و مالک نے۔ تاہم یہ سٹڈی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ آخر وہ کون سی قوتیں ہیں جو ایک انسان کے اندرون و بطون سے یہ منوا لیتی ہے کہ مذکورہ فعل ''سادہ جرم'' نہیں ہے بلکہ ''باقاعدہ گناہ'' ہے تو اس سلسلہ میں انہوں نے یہ طے کرلیا ہے کہ کسی جرم کو گناہ کا ٹائٹل ''مذہب'' ہی دلوا سکتا ہے۔ کوئی اور نہیں۔ یعنی سزا کا خوف نہیں بلکہ خوف کی سزا سے ہی یہ ذمہ داری ادا ہو سکتی ہے لیکن ادھر پرابلم یہ ہو گئی ہے کہ اس حوالے سے محنت کرنے والوں نے صرف ان جرائم کو گناہوں کا ''اعزاز'' بخشا ہے جن کے ساتھ ان کے مخصوص مفادات وابستہ تھے۔

اس مرحلے میں بعض مقدس اداروں نے لکیریں کھینچیں۔ ایک طرف کو دنیا قرار دیا اور اس کے کھاتے میں جملہ جرائم ڈال دیئے اور سادہ خاطروں کو یہ تسلی دلا دی کہ ان کے سلسلے میں اونچ نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مزید ستم یہ کیا عام لوگوں میں یہ شعور ہی نہیں پیدا ہونے دیا گیا کہ یہ وہ جرائم ہیں جنہیں خدا نے اور اس کے رسول ﷺ نے جرائم قرار دیا ہے۔ یہ ظلم ان بڑوں کی ترجیحات نے ڈھایا ہے صرف اس لئے کہ ان کی خلاف ورزی سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ یوں اپنی ساری توانائی کو وہاں مرکوز کیا جہاں ان کے خاص مقاصد کی تکمیل ہوتی تھی۔ ہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس مقدس طبقے کو یہ کریڈٹ ضرور جاتا ہے کہ غیر معمولی سعی کر کے اور بڑے ہی باریک نفسیاتی حربے استعمال کر کے ان جرائم (ویسے ان کا جرم ہونا بھی اضافی ہے) کے حوالے سے ''احساس گناہ'' کو ان کے لہو میں شامل کیا ہے۔ مثال کے طور پر فلاں مخصوص مقام پر اپنی آمدنی میں سے اتنا حصہ پہنچاتے رہو۔ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو دونوں جہانوں میں خائب و خاسر رہو گے۔ اچھا محض خالی خولی دھمکی سے کوئی مرعوب نہیں ہوتا اس باب میں یقین دہانی کیسے کرائی گئی؟ یہی ان کا جادو ہے (تفصیلاتِ واردات پھر کبھی سہی)! ہاں جب ماننے والے نے یہ فریضہ ادا کر دیا۔ اب اسے بدلے میں کچھ ریلیف بھی تو چاہئے تھا اور ریلیف یہ مہیا کر دیا گیا کہ اب تمہیں ساتوں خیریں ہیں

تمہارا پڑوسی بھوک پیاس سے بلکتا رہے دوا دارو کو ترستا رہے تم اس حوالے سے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہ کرنا' بلکہ اب تم خوب کھل کھیلو!

صاحبو! یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ ہماری رائے میں ہر وہ جرم گناہ ہے جسے اللہ اور اس کے آخری نبیﷺ نے جرم قرار دیا ہے۔ نیز ان کے بین احکام کی روشنی میں وجود پذیر ہونے والے مرکز ملت نے بھی جسے جرم قرار دیا ہے' وہ حتمی طور پر گناہ ہے ہاں اگر وہ مرکز ملت آج بھی متشکل ہو جائے تو اس کا قرار دیا ہوا جرم عین گناہ ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ اس کے گناہ ہونے کا انسان کو کیسے یقین آئے گا؟ تو یہاں کسی نوع کی پراسراریت کو فعال کرنے یعنی کسی نفسیاتی exploitation کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

اس باب میں واضح' دوٹوک اور متعین نتائج خود فیصلہ کر رہے ہیں کہ یہ اعمال گناہ ہیں اور اس پس منظر میں دیگر مذاہب اور دین اسلام کا فرق خوب نکھر کر سامنے آ گیا ہے کہ اول الذکر اپنے مخصوص مقاصد کو پرستش کا مرکز بناتے ہیں اور موخر الذکر خالص قوانین خداوندی کے خالص نفاذ (execution) یعنی پوری انسانیت کی فوز و فلاح کے لئے مذکورہ کوشش کرتا ہے۔ گویا پہلے والے نفسیات کو capture کر کے مذموم مفادات حاصل کرتے ہیں اور دوسرا انسان کو فیصلے کی آزادی کی نعمت سے سرفراز کر کے حقیقی اقبال کے اعزاز سے معزز کرتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ دن' لاہور 16 جنوری 2007ء)

## خصوصی توجہ!

''قیامِ خلافت کی راہ میں کون حائل ہے؟'' کے سلسلہ میں زبانی وتحریری جو اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ اس پر کلامِ اقبال کی یہ پوزیشن ہے۔

''گر قومی خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن''

☆☆☆

''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر''

☆☆☆

''دیں ہزیمت خوردہ از ملک و نسب''

**ادارہ باغبان ایسوسی ایشن**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر انعام الحق' اسلام آباد

# انتخاب لغات القرآن

☆ جنسی اختلاط سے مقصد جائز طریق سے افزائش نسل ہے۔

☆ انسان کا فریضہ' قوانینِ خداوندی کی تنفیذ ہے' قوانین سازی کے اختیارات اسے تفویض نہیں کئے گئے۔ خدا کا رسول بھی دین بناتا نہیں۔

☆ قرآن کریم نے جو صفات مومن کی بیان کی ہیں' وہی صحیح اخلاق ہیں۔

☆ خمراور مسیر سے صرف انسانی جسم ہی میں اضمحلال پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس سے انسانی ذات کی توانائیاں بھی افسردہ ہو جاتی ہیں۔

☆ خنزیر (سور) کو دنیا میں ہر جگہ قابلِ نفرت سمجھا جاتا ہے۔خود بائبل میں اس کا ذکر اسی انداز سے آیا ہے۔

☆ خوف کا تعلق مستقبل کے اندیشہ سے ہے اور حُزن بالعموم گزرے ہوئے واقعہ کے غم کو کہتے ہیں۔

☆ جن امور کو تم صحیح اور سچا مانتے ہو ان کے خلاف عمل کرنا (Dual personality) کی علامت ہے یعنی ان باتوں کو ماننے والا کوئی اور ہوتا ہے اور ان کے خلاف کام کرنے والا کوئی اور۔ یہی اپنے آپ سے خیانت کرنا ہے۔

☆ انسانی ترقی تسخیر کائنات سے ہوتی ہے۔ وہ زندگی جس میں شعلہ نہ ہو' راکھ کا ڈھیر ہے۔

☆ ہر وہ عمل جس کا نتیجہ حال اور مستقبل کی خوشگواریاں ہوں' خیر ہے۔ خوشگوار کہتے ہی اسے ہیں جس سے انسانی ذات کی نشو ونما ہو۔

☆ خیال درحقیقت اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسان خواب میں دیکھے جس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ اسی لئے تاج العروس نے لکھا ہے کہ الخیال (Seare-Crow) کو بھی کہتے ہیں۔

☆ تخریب کی روک تھام دوسری قسم کی تخریب سے نہیں ہوتی۔ اس کی مدافعت اس سے قوی تر اور موثر تر تعمیر سے ہوتی ہے۔

☆ سورہ بقرہ کی آیت 228 میں جہاں عدت کا ذکر ہے' وضاحت کی گئی ہے کہ جس قسم کے حقوق مردوں کے عورتوں پر (علیھن) اس قسم کے عورتوں کے حقوق مردوں پر (لھن) ہیں۔ یہاں مردوں کی ایک فوقیت عورتوں پر گنوائی ہے کہ عورتوں پر عدت کی قید ہے جبکہ مرد حضرات پر قید نہیں۔

# پاکستان میں
# غلام احمد پرویز علیہ الرحمتہ

کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل منظور شدہ مقامات پر ہوتا ہے

**نوٹ: نمائندگان محترم سے التماس ہے کہ ایڈریس یا اوقاتِ درس میں تبدیلی کی صورت میں ادارہ کو فی الفور مطلع فرمائیں۔**

| شہر | مقام | دن | وقت |
|---|---|---|---|
| ایبٹ آباد | 234-KL کیہال۔رابطہ۔گل بہار صاحبہ | بروز جمعہ | 10AM |
| ایبٹ آباد | 234-KL کیہال۔رابطہ: شیخ صلاح الدین‘فون۔0992-334699‘موبائل0321-9813250 | بروز جمعہ | بعد نماز جمعہ |
| اسلام آباد | برمکان ڈاکٹر انعام الحق‘ مکان نمبر302‘ سٹریٹ نمبر57‘ سیکٹرF-11/4<br>رابطہ: ڈاکٹر انعام الحق‘فون نمبر051-2107321 | بروز اتوار | 11AM |
| اوکاڑہ | برمکان احمد علی‘ بیت الحمد‘180-AB-4‘ شادمان کالونی‘ ایم۔اے جناح روڈ‘<br>رابطہ میاں احمد علی:0442-527325‘موبائل:0321-7087325 | بروز جمعہ | 3PM |
| پنج کسی | برمطب حکیم احمد دین۔رابطہ فون نمبر: | بروز جمعہ | 3PM |
| جہلم | جنجوعہ ٹاؤن‘ پوسٹ آفس فوجی ملز‘ نزد بیکن ہاؤس سکول۔رابطہ فون نمبر: | ہر ماہ پہلی اور آخری اتوار | 4PM |
| چوٹی زیریں | بردوکان لغاری برادرز زرعی سروس‘ ڈیرہ غازی خان۔رابطہ: ارشاد احمد لغاری۔موبائل:0331-8601520 | ہر ماہ پہلا اتوار | 12 بجے دن |
| چنیوٹ | 11/9-W‘ گوجر چوک (گنبد والی کوٹھی) سیٹلائیٹ ٹاؤن۔<br>رابطہ: آفتاب عروج‘فون:047-6331440-6334433۔ | بروز جمعہ | بعد نماز جمعہ |
| حیدرآباد (قاسم آباد) | محترم ایاز حسین انصاری‘B-12‘ حیدرآباد ٹاؤن‘ فیز نمبر2‘ قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر<br>آخری بس سٹاپ۔رابطہ فون:022-654906 | بروز جمعہ | بعد نماز عصر |
| راولپنڈی | فرسٹ فلور‘ کمرہ نمبر114‘فیضان پلازہ۔کمیٹی چوک۔<br>رابطہ ملک محمد سلیم ایڈووکیٹ‘موبائل:0332-5479377 | بروز جمعہ<br>بروز اتوار | 4PM<br>4PM |
| راولپنڈی | برمکان امجد محمود‘ مکان نمبر14/A‘ گلی نمبر4‘ راہِ طلوع اسلام‘ جنجوعہ ٹاؤن‘ اڈیالہ روڈ‘<br>نزد جراہی سٹاپ‘ راولپنڈی۔رابطہ: رہائش:051-5573299‘موبائل:0322-5081985 | بروز اتوار | 10AM |
| خان پور | بمقام مکان حبیب الرحمان‘ محلّہ نظام آباد‘ وارڈ نمبر9 خان پور‘ ضلع رحیم یار خان<br>رابطہ: نمائندہ حبیب الرحمٰن۔فون نمبر گھر:068-5575696‘ دفتر:068-5577839 | بروز جمعہ | 3PM |

| | | | |
|---|---|---|---|
| سیالکوٹ | معرفت کمپیوٹرسٹی' سٹی ہاؤس' سٹی سٹریٹ' شہاب پورہ روڈ'<br>رابطہ: محمد حنیف' 03007158446۔ محمد طاہر بٹ' 0300-8611410۔<br>محمد آصف مغل 0333-8616286۔ سٹی ہاؤس 052-3256700 | ہر دوسرے اتوار | 5PM |
| سرگودھا | B-4' گلی نمبر 7' بلاک 21' نزد کی مسجد چاندنی چوک' رابطہ۔ ملک محمد اقبال۔ فون: 048-711233 | بروز منگل | 7PM |
| فیصل آباد | رحمان نور سینٹر' فرسٹ فلور' مین ڈگلس پورہ بازار' رابطہ: محمد عقیل حیدر' موبائل: 0313-7645065 | بروز جمعہ | 4PM |
| فتح پور' سوات | فتح پور' سوات' رابطہ: خورشید انور' فون: 840055 | بروز اتوار | 3PM |
| کراچی | 105 سی بریز پلازہ' شاہراہ فیصل۔ رابطہ شفیق خالد' فون نمبر: 0300-2487545 | بروز اتوار | 10AM |
| کراچی | A-446 کوہِ نور سنٹر' عبداللہ ہارون روڈ' رابطہ محمد اقبال۔ فون: 021-5892083 | بروز اتوار | 10AM |
| کراچی | ڈبل اسٹوری نمبر 16' گلشن مارکیٹ' کورنگی نمبر 5۔<br>رابطہ: محمد سرور۔ فون نمبرز: 021-5031379-5046409' موبائل: 0321-2272149 | بروز اتوار | 2PM |
| کراچی | نالج اینڈ وزڈم سنٹر' ڈی۔ 2' گراؤنڈ فلور' ڈیفنس ویو' نزد اقراء یونیورسٹی۔ رابطہ: آصف جلیل<br>فون نمبر: 021-5801701' موبائل: 0333-2121992' محمود الحسن۔ فون: 021-5407331 | بروز اتوار | 11AM |
| کوئٹہ | صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ۔ رابطہ فون: 081-825736 | بروز اتوار | 4PM |
| گوجرانوالہ | شوکت نرسری' گل روڈ' سول لائنز۔ رابطہ: موبائل: 0345-6507011 | بروز جمعہ | بعد نماز عصر |
| لاہور | B-25' گلبرگ 2' (نزد مین مارکیٹ' مسجد روڈ)۔ رابطہ فون نمبر: 042-5714546 | بروز اتوار | 10AM |
| لاڑکانہ | بر مکان اللہ بخش شیخ نزد قاسمیہ محلہ جاڑل شاہ' رابطہ فون: 074-42714 | بروز جمعہ | بعد نماز مغرب |
| ملتان | شاہ سنز پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ' وہاڑی روڈ' (بس سٹینڈ چوک سے تقریباً اڑھائی کلومیٹر وہاڑی کی طرف)<br>ملتان۔ رابطہ فون نمبر: 061-6538572' موبائل: 0300-7353221 | بروز جمعہ | 3:30PM |
| منڈی۔۔ بہاؤالدین | رابطہ: خان محمد' (وڈیو کیسٹ) بر مکان ماسٹر خان محمد گلی نمبر 1' محلّہ صوفی پورہ۔ فون نمبر: 0456-502878 | بروز جمعہ | 10 AM |
| نواں کلی' صوابی | رابطہ بابو اسرار اللہ خان' معرفت ہومیو ڈاکٹر ایم۔ فاروق' محلّہ خدرخیل۔ فون نمبر: | بروز اتوار | 10 AM |
| صوابی | بمقام چارباغ' (حجرہ ریاض الامین صاحب)' (رابطہ: انچارج یوٹیلیٹی سٹورز' مردان روڈ' صوابی)<br>فون نمبرز: 250092 ,250102 ,310262(0938) | بروز اتوار | 3 P.M |

**غلام احمد پرویز علیہ الرحمۃ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں پر دستیاب ہے۔**

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شفیق خالد، کراچی

# ص وم (صوم)

**صَامَ.** رک جانا۔ٹھہر جانا، باز رہنا کہتے ہیں۔ **صَامَ عَنِ الْکَلَامَ** بات کرنے سے رکا، خاموش رہا، **صَامَ عَنِ النِکَاحِ.** نکاح سے باز رہا۔**صَامَ عَنِ السَّیْرِ.** چلنے سے رکا۔**صَامَ الْمَاءُ.** پانی کھڑا ہوگیا۔**مَصَامٌ** کھڑے ہونے کی جگہ (تاج)۔

قرآن کریم میں صِیَامُ کو فرض قرار دیا گیا ہے (2:183)- اس کے لئے بتا دیا کہ یہ صبح سے رات تک کھانے پینے اور جنسی اعمال سے مجتنب رہنے کا نام ہے (2:187)- یہ رمضان کے مہینے کے روزے ہیں جس میں قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا (2:185)- جو شخص مقیم ہو۔(سفر میں نہ ہو) اور تندرست ہو (مریض نہ ہو) اور اس کی طبعی حالت ایسی ہو کہ اسے روزہ رکھنے میں مشقت نہ اٹھانی پڑے (2:184)- تو اس پر روزہ فرض ہے۔مسافر سفر سے واپسی پر اور مریض شفایاب ہونے کے بعد گنتی کو پورا کرے (2:184)- لیکن جو بمشقت روزہ رکھ سکتا ہو وہ اس کے بدلے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے (2:184)-

روزے درحقیقت جماعت مومنین کو جہاد کی مشقت انگیز زندگی کا خوگر بنانے کے لئے سالانہ عسکری ٹریننگ کے مرادف ہیں۔ان کا مقصد قرآن کریم نے خود واضح کر دیا جہاں کہا کہ: **لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ** (2:183) تاکہ تم اللہ کے قوانین کی نگہداشت کے قابل ہو جاؤ۔ **لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ** (2:185) تاکہ تم قرآن کریم کی روشنی میں اللہ کے قوانین کو انسانوں کے خود ساختہ قوانین ونظام ہائے حیات پر غالب کرسکو۔ **وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ** (2:185) تاکہ تمہاری کوششیں بھرپور نتائج پیدا کرسکیں۔

**صَائِمٌ** (33:35) روزہ رکھنے والا یا اپنے آپ کو غلط راستوں سے روک لینے والا۔اپنے آپ پر کنٹرول (ضبط نفس) رکھنے والا۔حدود اللہ کے اندر رہنے والا۔

# مطبوعاتِ طلوعِ اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے تحریک پاکستان کی دینی اساس سے متعلق ذاتی مشیر، منفرد مفکرِ قرآن،
بانی تحریکِ طلوعِ اسلام اور تحریکِ پاکستان گولڈ میڈلسٹ

## علامہ غلام احمد پرویز

کی

جنوری 2007

## تصنیفات

| نام کتاب | پیپر بیک | مجلّد | نام کتاب | پیپر بیک | مجلّد |
|---|---|---|---|---|---|
| مفہوم القرآن (مکمل سیٹ) | * | 810 | معراجِ انسانیت (سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ) | 240 | 480 |
| مفہوم القرآن (کھلے پارے۔فی پارہ) | * | 27 | مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں | 90 | 180 |
| مفہوم القرآن (مکمل سیٹ مجلّد) | * | 810 | انسان نے کیا سوچا؟ | 175 | 350 |
| مفہوم القرآن (تین جلدوں میں۔فی جلد) | * | 270 | اسلام کیا ہے؟ | 145 | 290 |
| لغات القرآن (مکمل سیٹ مجلّد) | * | 1000 | کتاب التقدیر | 175 | 350 |
| لغات القرآن (چار جلدوں میں۔فی جلد) | * | 250 | جہانِ فردا (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟) | 145 | 290 |
| تبویب القرآن (مجلّد) | * | 870 | شاہکارِ رسالت (سیرتِ فاروق اعظمؓ) | 250 | 500 |
| تبویب القرآن (تین جلدوں میں) | * | 870 | نظامِ ربوبیت (قرآن کا معاشی نظام) | 175 | 350 |
| مطالب الفرقان (مکمل سیٹ۔سورہ فاتحہ تا سورہ الحجر) | 1050 | 2100 | تصوف کی حقیقت | 175 | 350 |
| مطالب الفرقان (جلد اول) | 145 | 290 | قرآنی قوانین | 90 | 180 |
| مطالب الفرقان (جلد دوم) | 145 | 290 | سلیم کے نام خطوط (جلد اول) | 115 | 230 |
| مطالب الفرقان (جلد سوم) | 150 | 300 | سلیم کے نام خطوط (جلد دوم) | 115 | 230 |
| مطالب الفرقان (جلد چہارم) | 185 | 370 | سلیم کے نام خطوط (جلد سوم) | 135 | 270 |
| مطالب الفرقان (جلد پنجم) | 145 | 290 | طاہرہ کے نام خطوط | 90 | 180 |
| مطالب الفرقان (جلد ششم) | 150 | 300 | ختم نبوت اور تحریک "احمدیت" | 115 | 230 |
| مطالب الفرقان (جلد ہفتم) | 130 | 260 | حسن کردار کا نقشِ تابندہ (سیرت قائداعظم) | * | 80 |
| من و یزداں (اللہ کا صحیح تصور) | 165 | 330 | اقبال اور قرآن (اول۔دوم) | 250 | 500 |
| ابلیس و آدم | 165 | 330 | مجلس اقبال۔اول (شرح مثنوی اسرارِ خودی و رموزِ بے خودی) | 220 | 440 |
| جوئے نور | 145 | 290 | مجلس اقبال۔دوم (شرح مثنوی پس چہ باید کرد......) | * | 140 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 290 | 145 | قائداعظم کے تصور کا پاکستان (مجموعہ مقالات و خطابات) | 290 | 145 | برق طور (داستان حضرت موسیٰ) |
| 320 | 160 | بہارِ نو (مجموعہ مقالات وخطبات) | 290 | 145 | شعلۂ مستور (حضرت عیسیٰ کی داستان) |
| 80 | 40 | اسلامی معاشرت (روزمرہ کے متعلق قرآنی احکام وہدایات) | 350 | 175 | ISLAM: A Challenge to Religion |
| 65 | 30 | اسباب زوال امت | 550 | * | Exposition of the Holy Quran (Vol 1) |
| 80 | * | جہاد (جہاد کے متعلق قرآنِ کریم کے احکامات) | 550 | * | Exposition of Holy Quran (Vol 2) |
| 260 | 130 | خدااور سرمایہ دار (مجموعہ مقالات وخطبات) | 140 | * | Reasons for Decline of Muslims |
| 290 | 145 | سلسبیل (مجموعہ مقالات وخطبات) | 60 | 45 | Islamic Way of Living |
| 290 | 145 | فردوس گم گشتہ (مجموعہ مقالات وخطبات) | 240 | * | Letters to Tahira |
| 600 | | The best of A.S.K. Joommal | 300 | * | Quranic Laws |
| | | | 400 | 200 | The book of Destiny |
| | | **متفرق کتب** | | | **متفرق کتب** |
| 360 | 180 | تحریک پاکستان کے گم گشتہ حقائق | 200 | 100 | مقام حدیث |
| * | 190 | نوادرات (مجموعہ مقالات وخطبات) | 500 | 250 | قرآنی فیصلے (جلد اول) |
| 140 | * | The Pakistan Idea | 500 | 250 | قرآنی فیصلے (جلد دوم) |
| 140 | * | Woman - Recreated | 80 | * | قتل مرتد، غلام اور لونڈیاں اور یتیم پوتے کی وراثت |
| 270 | * | The Bible - Word of God or Word of Man | 220 | 110 | مزاج شناس رسول |
| 280 | * | The Holy Quran and Our Daily Life | * | 180 | ابلہ مسجد |

**کتابیں ملنے کا پتہ:**

## طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

25 بی، گلبرگ 2، لاہور 54660، پاکستان

فون نمبر 35753666, 35764484

**Email: trust@toluislam.com**

**Web: www.toluislam.com**

اکاؤنٹ نمبر 01720041073503 حبیب بینک لمیٹڈ، مین مارکیٹ گلبرگ برانچ، لاہور۔

☆☆☆☆☆☆☆

ان قیمتوں میں ڈاک خرچ اور پیکنگ کا خرچہ شامل نہیں اور یہ قیمتیں 31 دسمبر 2009 تک کے لئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# یکے از مطبوعات باغبان ایسوسی ایشن

باغبان ایسوسی ایشن کا ماٹو ''**قرآن فہمی اور باغبانی**'' ہے۔ عصرِ حاضر میں مسلمانوں میں وحدت قیادت نہ ہونے کے سبب اغیار ہمیں جدا جدا کر کے مار رہے ہیں۔ باغبان ایسوسی ایشن نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں میں وحدت اقتدار (خلافت) کے سلسلہ میں مقابلہ مضمون نویسی کا انعقاد کیا جائے۔ اس سلسلے میں کچھ اشتہار پہلے بھی منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان:

## ﴿قیام خلافت کی راہ میں کون حائل ہے﴾

اس مقابلہ میں مضمون کا پہلا حصہ فکرِ اقبالؒ کی روشنی میں اور دوسرا حصہ حالات حاضرہ کی روشنی میں ہونا چاہئے جو کہ 5 صفحات سے کم نہ ہو۔ مضمون کے لئے یہ شرط بھی ہوگی کہ وہ پہلے قومی پریس میں شائع ہو چکا ہو۔ اس سے یہ فکری تحریک اور تیز ہوگی۔ پہلا انعام ایک ہزار روپے نقد اور دوسرا انعام 800 روپے ہوگا۔ ایک عام 5 سطری تجویز جو جامع اور مؤثر ہو اس پر 500 روپے انعام دیا جائے گا۔ شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی کے لئے ججز پینل تشکیل دے دیا گیا ہے۔ یہ تمام حضرات باغبان ایسوسی ایشن کے تاحیات ممبر ہیں۔

(1) ملک عبدالمسجود' ایم۔اے۔بی۔ایڈ' مری (2) ملک فضل عالم' بی۔اے' راولپنڈی

(3) راجہ محمد صغیر' ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی' قانونی مشیر' مری (4) محمد اشفاق عباسی' ایم۔فل' مری۔

شائع شدہ مضامین وصول کرنے کی آخری تاریخ مع فوٹوسٹیٹ شناختی کارڈ 15 دسمبر 2009ء مقرر ہے۔ اگر کوئی معیاری مضمون شائع ہونے سے رہ جائے تو بھی غیر شائع شدہ صورت میں قبول کر لیا جائے گا۔

تقسیم انعامات 25 دسمبر 2009ء کو ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

پتہ رابطہ: **(1) ملک حنیف وجدانی' صدر باغبان ایسوسی ایشن' سنبل سیداں' نیو مری۔**

**(2) صبینہ یاسمین' سینئر نائب صدر' باغبان ایسوسی ایشن' ٹبی سیداں' سوہاوہ' جہلم۔**

**(3) تنویر صادق' نائب صدر' باغبان ایسوسی ایشن' مکان نمبر 6/18' گلی نمبر 1' میاں چنوں' خانیوال۔**

# کھاتہ داران حضرات

## خصوصی توجہ فرمائیں

جن کھاتہ داران نے اپنے اپنے کھاتوں سے مجلّہ طلوع اسلام جاری کروایا ہوا ہے ان سے گذارش ہے کہ آپ اپنی فہرست خریداران 15 دسمبر 2009ء تک ادارہ طلوع اسلام کو بھجوادیں اور جن کو میگزین سال 2010ء کے لئے جاری رکھنا مقصود ہو یا جن کے میگزین بند کرنے ہوں، مکمل فہرست، ایڈریس کے ساتھ بھجوادیں تاکہ بروقت عمل درآمد ہوسکے۔ شمارہ کی اشاعت میں اضافہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پاکستان میں یونیورسٹیز، کالجز کی لائبریریوں کو لندن بزم وناروے بزم کے تعاون سے 100/100 میگزین بھیجے جارہے ہیں جو کہ بہت کم تعداد ہے۔ اگر بیرون ملک یا اندرون ملک کی بزمیں مزید تعاون کریں تو اس تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے اور پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں میگزین بھیجنا ممکن ہوسکے گا۔ امید ہے کہ بزمیں اس مسئلہ پر تعاون کریں گی۔

کھاتہ داران جن کے ذمے طلوع اسلام کی رقم بقایا ہے ان کو ان کے کھاتوں کی تفصیل بھجوائی جارہی ہے تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ان تک نہ بھی پہنچے تو بھی تمام کھاتہ داران سے التماس ہے کہ وہ اپنے کھاتوں میں معقول رقم جمع کرانے کا اہتمام کریں تاکہ واجب الادا رقوم کی وجہ سے ادارہ مالی پریشانیوں کا شکار نہ ہو۔

### بینک اکائونٹ کے لئے ضروری وضاحت

1- بینک کا اکاؤنٹ نمبر۔ 3082-7

2- بینک کا نام۔ نیشنل بینک آف پاکستان، مین مارکیٹ برانچ گلبرگ، لاہور (پاکستان)۔

3- نام اکاؤنٹ۔ ادارہ طلوع اسلام

**شکریہ**

**چیئرمین ادارہ طلوع اسلام لاہور**

# IDARA TOLU-E-ISLAM PAMPHLETS IN ENGLISH

- Are All Religions Alike
- As-Salaat (Gist)
- Economics System of the Holy Quran
- Family Planning
- How Sects can be Dissolved?
- Human Fundamental Rights
- Is Islam a Failure?
- Islamic Ideology
- Man & God
- Man & War
- Quranic Constitution in an Islamic State
- Quranic Permanent Values
- Rise and Fall of Nation
- Story of Pakistan
- The Individual or the State
- Unity of Faith
- Universal Myths
- What is Islam?
- Who Are The Ulema?
- Why Do We Celebrate Eid?
- Why Do We Lack Character?
- Why is Islam the Only True Deen?
- Woman in the Light of Quran

# JIHAD IS NOT TERRORISM

## PROPAGANDA

*By*
Ghulam Ahmad Parwez

English Rendering by
Shahid Chaudhry

================================

Propaganda is an art perfected throughout the ages by people like Goebbels, the propaganda secretary of Hitler. Goebbelian truth, as we all know it to be, is based on the principle that a lie uttered a hundred times becomes gospel truth. How much this theory has been successful in varying fields is hard to measure, but it has certainly played a vital role in maligning Islam. A gloss over the pages of history furnishes ample evidence as to how Islam and its message have been distorted by propaganda.

**Europe's Revenge**

During the course of her history Europe were united on one platform only once. And, unfortunately for the human world, this unity led to barbarous Crusades against Islam. Defeat in these wars was a soul-racking and heart-burning shock for Europe. With the passage of time these hurt feelings have somewhat been assuaged. But there is still a deep scar in her subconscious. This splinter has always troubled her, and she has always fretted and fumed to avenge this defeat.

There are mainly two ways of taking revenge. One is to tread the path of Genghis and Halegu and thereby spill blood on the pages of history. But this style from the Dark Ages is considered out of fashion these days. During the days of Genghis, man had not as yet learnt the art of diplomacy. He did not know to sugar-coat his malicious intentions. He did not know to hide his sharpened nails in soft paws. He did not know how to cover his acts of tyranny and oppression with the silken veil of welfare and development. Whatever he did, he did openly, declared his intentions and then acted. But man has changed. He has progressed in 'intellect and wisdom', and in 'knowledge and vision'. As such, today, an open mitigation of his lust for blood would amount to stupidity. Now the most successful person is he who exploits others without letting them know that they have been taken for a ride. He snatches the essential resources of life in such a subtle manner that nobody suspects him to be a robber. In the guise of mentor and reformer he may destroy an entire community while the victims remain unaware as to what is happening to them.

Oppression and destruction committed by the people of the Age of Ignorance was like a whirlwind that comes with grating roar, tremulous cadence, and

whose uproar and tumult even the blind can see and the deaf can hear. But the moves of a deceitful person, in the present age of intellect and reason, are like a calm river in which there is neither uproar nor agitation of waves; it is a river that remains as silent as a Church with neither commotion nor buffeting of waves. But deep under its surface lurk dragons and alligators ready to pounce upon and engulf entire communities, while eyes do not see them and ears do not hear them.

This serene and subtle method of obliteration and squandering is – propaganda.

Propaganda is an invisible fire. It quietly reduces all conviction and sagacity to ashes with no smoke so as to warn of the imminent danger. Propaganda is a silent and organised conspiracy which slowly but gradually, without noise or tumult, changes the nature and character of things in such a manner that one without realizing loses one's capacity to differentiate between beneficial and harmful, between good and bad, and between virtuous and evil. As a result, the conspirators become so powerful that they can make one accept what they like and that too in the manner they like. Thus propaganda becomes a trick of such manipulators as Samiri, the Biblical character, who successfully persuaded Israelites to revert to idol (calf) worship in the absence of Moses. Owing to this, individuals as well as nations become worse than cattle. The Quran states:

> They have hearts wherewith they understand not, they have eyes wherewith they see not, they have ears wherewith they hear not (i.e. despite having their own faculties of thinking, seeing and hearing they look up to others for guidance) as such they are not human beings. They are as the cattle, nay, but they are worse. (7:179)

**The Picture of Islam**

Capitalist Europe used this trick of Samiri in order to avenge her defeat at the hands of Islam. She used the propaganda weapon in such an organised but quiet manner that Islam appeared to the world what it definitely is not. With the help of the pen and a rumour-mongering campaign so dreadful a picture of Islam has been drawn that even Muslims themselves will shiver to the core if they happen to see it. Consequently, today, wherever in the civilised and cultured world Islam is mentioned, bloodstained scenes of murder and plunder, death and destruction, oppression and tyranny, injustice and despotism appear one by one as if one is watching a motion picture.

Gangs of savage and bloodthirsty wild folks, spears and swords in hand, are coming from all sides like floods of misfortune. Who are these barbarous people? Are they jinn, horrible demons or giants? Amidst slogans of 'Allahu Akbar' they are spitting venom and shedding blood. Is this Divine wrath? This rage of fury is destroying culture and civilisation, fairness and justice, continence and chastity,

religion and faith. Besides, one by one they are uprooting flowers, fruits and shadowy trees. Whatever knowledge and talent thousands of years of human effort and inquiry has earned is being wiped off like chaff and rubbish. Prayers of the oppressed, crying and weeping of orphans, lamentations and plaints of widows are not eliciting a Divine response. O God of this dreadful Community! Art Thou doors closed for the poor of this world? This unusual calamity is turning human habitations into deserts, settlements into ruins, libraries into ashes, lofty buildings and palaces, the symbols of culture and civilisation, into ruins. Heaps of broken Crosses, truckloads of sacred beads, deserted temples and demolished Churches can be seen everywhere. No one is at peace or safe; neither a Brahmin nor a Christian monk, neither women nor children. Some have been killed, others have been taken captive and are being whipped by barbarous Sheikhs so as to force them to the slave market and thereby sell respectable human beings for a princely sum.

**Ideology of Peace and Security**

Such is the picture of Islam that has been drawn with the weapon of propaganda. And these self-styled painters of hate have deliberately ignored the fact that the fundamental teaching of Islam leads man to the path of peace.

> O people of the book there has come to you from Allah The Light (of Truth) and a perspicuous Book which is unambiguous in its teachings and through this Book Allah will open ways of peace and security for those who lead their lives in accordance with the Divine laws. (5:15-16)
>
> The Book of Allah leads humanity to the door of peace and safety.
>
> For them (who took the straight path ordained by Allah) is an abode of peace with their Sustainer, and He is their Protecting Friend because of what good acts they do. (6:128)
>
> It is the same abode of peace and security to which Allah invites them.
>
> And Allah calls to an abode where everything is safe and protected. And whoever desires (success), Allah guides him to the straight path. (10:25)

In that abode the objective of all ideas and deeds and endeavour and inquiry is a paradise of safety.

> And doubtlessly, people who lead their lives according to the Divine laws will enjoy the bliss of gardens and water springs. (And it would be said to them), 'Enter these gardens in Peace and Security.' (15:45-46).

**Against Disorder**

One of the attributes of Allah, Who revealed Islam, is *Al-Momin*, which means 'One Who guarantees universal peace'. Another attribute of Allah is *As-Salam*, which means 'peace'. In fact, the word Islam itself means peace. And its followers are called *Momin*, i.e. people responsible for establishing peace. Thus a Muslim is one who follows in totality the eternal laws of Allah as enshrined in the Holy Quran so as to establish peace and prosperity not only for himself but also for the whole of humankind.

We have seen that the fundamental message of Islam is peace and security. Therefore, it declares that those who indulge in corruption, disorder and breaches of peace deserve Divine wrath. In this context see *Surah Ar-Ra'd* where it states that those who fulfill their pledge to Allah and do not breach their covenant, for them is the recompense of a final, happy abode and they would be extended salutations of peace and security. On the other hand, for those who break the covenant with Allah and create disorder and mischief in the land, is the terrible home:

> (Without doubt) for them awaits gardens of perpetual bliss. They shall enter there along with the righteous, among their fathers, their spouses and their offspring and *mala'ika* (Forces of Nature) shall enter unto them from every gate (with the salutation), "Peace unto you for whatever trials you have endured with steadfastness." Now how excellent is the final home of these people. But those who break the covenant of Allah after ratifying it, and cut asunder those things which Allah has commanded to be joined, and create disorder and mischief in the land; for them is the terrible home. (13:23-25)

The Quran mentions in explicit terms that a faith that spreads evil and destruction on earth is unacceptable to Allah.

> When these people gain power then their entire effort is to spread chaos and mischief in the land. They destroy crops, cattle and human beings, but Allah does not like what they do. (2:205)

The religion of such people is *fisq* and they are *fasiqin*. Thus they are diametrically opposed to *momin*.

According to the laws of Allah *fasiqin* are on the wrong path.

> (Who is a *fasiq*? A person who breaks the covenant of Allah after ratifying it is a *fasiq*; a person who severs human relationships by fragmenting humanity into pieces on the basis of unnatural racial or national distinctions is a *fasiq*; a person who creates disorder and mischief in the land is a *fasiq*.) They do not live within the limits prescribed by the Divine laws. They cut asunder what

> Allah has ordered to be joined. (With their evil deeds and waywardness) they create chaos and mischief in the land. Indeed they are in the loss. (2:26-27)

The Quran forbids man in unambiguous terms to follow the path of perdition and destruction and openly states:

> And (listen) after reforming and setting the country in order, do not create disorder and mischief. If you are fearful of losing something or have a desire to gain something, in both the situations, act according to Allah's laws. Allah's *Rahmat* (means of protection and sources of nourishment) is close to those who lead a balanced life in accordance with His laws. (7:56)

*Janna* is an abode where one can live in peace and security. As such, the doors of this eternal home are not open to those who adopt the path of waywardness and transgression and thereby create chaos and disorder on earth. The Quran, without mincing words, states:

> As for the Abode of the Hereafter We assign it unto those who intend not high-handedness, seek not oppression or corruption and mischief on earth. The sequel is for those who ward off (evil and establish peace on earth as per Divine laws). (28:83)

The Quran narrates stories of nations dead and communities gone by. Why? The answer is simple: we must learn from history that creating disorder and mischief on earth is a crime against humanity and it results in destruction and obliteration. The biggest charge that the Quran levels against the Pharaoh and his people is that they were evildoers for they divided people into sections and instigated one section to oppress the other. (28:4 and 28:14)

The Pharaoh was an emblem of tyranny and oppression. His compatriot *Qarun* (Korah of the Bible) was an embodiment of capitalism. Along with politics of tyranny, capitalism creates disorder and chaos on earth. Therefore, the Quran states that *Qarun* was also a *mufsid* (evildoer) (28:76-77). After narrating the conditions and affairs of the nations dead, the Quran asks with regret as to why there have not been people in those nations to prevent men from creating chaos and disorder in the earth (11:116).

The Quran consistently repeats the tales of the rise and fall of the Children of Israel so that one may draw lessons from their crimes:

> As often as they light a fire for war, Allah extinguishes it (through other people). Their effort is for spreading disorder in the land and Allah does not like such *mufsideen* (designers of chaos). (5:64)

**The Advent of the last Messenger**

Indeed the objective of the advent of the last Messenger of God, Muhammad, with the message of Islam, was to establish an order on earth in accordance with the Divine laws because, at that point of time in history, there was complete waywardness, disorder and chaos in thought and action of all the societies of the world. The Quran states:

> (We have sent the Messenger of Islam because owing to the misdeeds of the people) disorder and corruption has engulfed both land and sea. As such, We want that Our (Law of Requital) should make them taste a part of that which they have earned. It is possible that people (after seeing the destructive results of their misdeeds may repent) and return (to the straight path of Allah). (30:41)

It is for this reason that the first point in the call of the last Messenger refers to prohibiting disorder and chaos in the land of Allah.

When they are asked not to spread disorder in society, they retort audaciously: "We do not spread disorder. We are those who promote order and peace." Of a surety, they are the ones who spread disorder but they realise it not (because they do not have a true perception of right and wrong). (2:11-12)

Consequently the Quran regards disorder as the opposite of conviction and good deeds. The two cannot co-exist:

> Shall Our Law of Requital treat those who have *eiman* (believing in the Divine Guidance with reason and knowledge) and work deeds of righteousness, the same as those who spread disorder and corruption on earth? Shall Our law of Requital treat those who obey and follow the laws of Allah the same as those who turn away from the Divine path? (Remember this is against Our law of Requital). (38:28)

**Reconciliation and Peace**

These then are the basic principles of Islam. Now should the picture drawn by the propagandists of this system of life be considered a true one? Did this system guarantee peace and security in the world or did it promote disorder and corruption in the world? The answers to these questions are surely in the negative. It has been unfortunate for the human world that the message of peace and reconciliation was considered to be oppressive and tyrannical. The antidote was taken as poison. The sick humanity shunned it believing that her illness was incurable and consequently met a miserable doom.

In fact, according to the teachings of the Quran, a Muslim is not allowed to use violence unjustly. And the height of tolerance is that if a non-Muslim abuses him,

he cannot respond likewise. For instance, if a follower of another religion uses derogatory words against the respected Last Messenger, a Muslim must not pay back in the same coin. The reason: the Quran states that to every nation was sent a Messenger and a Muslim has to believe in all of them whether their names and details are mentioned in the last revealed Book or not. Therefore, a Muslim has to be cautious; chances are that the founder of the religion to which that non-Muslim belongs might be a genuine, respected messenger of Allah. Leaving religious figures of non-Muslims aside, the Quran goes to the extent:

> The deities whom these people associate with Allah are no doubt false. This does not mean, however, that you may revile them. You should not revile them lest ignorance in these people revile Allah in retaliation. They adhere to their beliefs because they seem fair to them. The nature of their deeds will become clear to them on the Day of Reckoning. (6:109)

**Equity and Justice**

Not only are the feelings of others to be respected but also they are to be dealt with in equity and justice. In fact there is unparalleled emphasis on equity and justice in the Quran. It repeatedly asks to judge justly.

> (O Muslims) Allah orders you that you restore deposits to there owners, and, if you judge between people, that you judge justly. (4:58)
>
> And again:
>
> (O Muslims) Allah orders you to do justice to all (in all matters) and (apart from this) make good the deficiencies of others. (16:90)

**Truthful Testimony**

Justice is based on evidence and testimony. In this context the teaching of the Quran is:

> (O Muslims) if you are called upon to testify, do not appear as a witness on behalf of either party, but for Allah. Be truthful in testifying even though it may be against your own-selves or your parents and kinfolks, whether the party concerned is rich or poor. Allah safeguards the interests of both the parties. Do not follow your own inclinations lest you should swerve from justice. Do not foist your statements nor show aversion to appearing as a witness. Allah is well aware of what you do. (4:135)

**Aiding a Culprit the Greatest Offence**

According to the Quran the greatest offence is to help a culprit. In context of the story of Hazrat Musa (Moses) it is stated:

> (Musa said), "O my Sustainer! For as much as you have favoured me, I will never more be supporter of the guilty." (28:17)

**Justice to Enemy**

With regards to justice the Quran establishes a very sublime concept. To deal justly with friends is a common human conduct. To be just to strangers is also understandable. But, take a community who is in open enmity with you and is always working to harm you. It does not leave any stone unturned to destroy you. Now this community, or one of its members, comes to you seeking justice. What will you do if the evidence in the case points against your own community or its members? Will you be just? If you are a Muslim, you have to be just in such a situation also. This is called *min-azmil umuuri*. The Quran states:

> O Muslims! Always stand up for justice in the cause of Allah. Let not the enmity of others towards you deviate you from the path of justice. Always and in all circumstances act justly. This is akin to *taqwa* (obeying and following the Divine laws). Remember Allah is aware of all that you do. (5:8)

The maxim 'Love thy enemy' is mere romantic poetry. It is impossible for a person to love his enemy; it runs against human nature. But justice to the enemy is possible. And all those who are aware of the Divine laws know that in order to turn this possibility into a reality you need large-heartedness, magnanimity, courage, strength and sublime character. The Quran helps you to develop these qualities. 'Deal justly with your enemy' is a teaching that is hard to find in any code of law apart from the Quran. Despite these teachings of Islam it is portrayed as a religion of oppression and tyranny. Is it fair and just to do so? No. It is a deliberate act of ignoring truth and justice.

**Unjust Killing**

The Quran has introduced the world to the inspiring principle of Oneness of God and respect of humanity. This shows that in Islam human life is if immense value. And to kill a person is a grave offence under its constitution. In order to elaborate upon the honour and value it attaches to human life the Quran has adopted a very eloquent and comprehensive style. On one hand, it gives a universal principle of

Oneness of God, and on the other, it snubs and reprimands unjust killings of human beings.

Unjust murder is such a heinous crime that Allah ordained for the Children of Israel that if anyone slew a person, unless it be as a punishment for murder or for spreading disorder in the land, it would be as if he slew the whole mankind. On the other hand if anyone saved a life it would be as if he saved the life of the whole mankind. (5:32)

**Blood Money**

It is possible that, despite all these prohibitions, one might accidentally kill a person. To deal with such a situation the Quran lays down a life-saving and just principle called *Qisas*, i.e. punishment proportionate to the crime. Murder may be with or without intent. In the case of the former the punishment is death (no blood-money) or, depending upon the nature of the crime, a punishment less severe than the maximum penalty (4:93). In other words, the punishment should be commensurate with the crime (42:40; 17:33). If the heirs of a victim voluntarily, or out of goodwill, wish to forego the blood money, or a part thereof, they have the right to do so (17:33). In such a situation it is necessary that the culprit carry out the terms of the agreement faithfully and with good grace. If he violates the agreement he should be punished severely.

**Robbery and Looting**

For looting, robbery, plunder, destruction and other related crimes the Quran has laid down specific punishments for the offender, whether he is a Muslim or a non-Muslim.

**Islam and the Sword**

The ignorant and biased world has levelled one major charge against Islam that it owes its spread to the sword because people were forcibly converted to it. This charge clearly shows that when a person is blinded by the rage to take revenge and the passion to oppose, he ignores even hard obvious facts. He refuses to see explicit teachings that need no commentary or exposition. The Quran is not an ambiguous book that only a few select can understand; it is not a book of secret knowledge; it is not meant to be kept concealed; it is not in any dead language that one cannot understand. It is in plain and simple Arabic and is globally available. It has been translated into almost every language of the world. If one wants to know the teachings of Islam, one just has to buy a copy of the Quran and read it. But only a person in search of reality and desirous of the truth would make such an effort and not one whose motive is to defame Islam with malicious propaganda. Such will

divert the attention of the people from the Quran (the basis of Islam) and entangle them in concocted history and misleading Traditions so as to make them agreeable. According to the Quran, *Eiman* (conviction based upon reason and knowledge) is related to the heart of a man. If heart and intellect do not accept something, it cannot be called *Eiman*. As such, *Eiman* and compulsion are contrary to each other. The Quran clearly states that if Allah had willed, He could have forced all men to move in a single direction like all other things of this universe. But this was not the Divine Plan. Man's right to free choice was not to be curbed.

> If Allah had willed He could have made you one community (i. e. He could have forced you all to move in one direction). But (as you see, He has not done so) so that He may let you develop by (right to free choice) which He has given to you. So vie one with another in good deeds. After all, you shall all return to Him and then He will inform you of (the truth and reality of) that wherein you differed. (5:48)
>
> At another location the Quran is more specific;
>
> If human beings had not been endowed with freedom of choice, all those who dwell on earth would have been forced to believe. But this was not Allah's way. His law is that man should be given an opportunity to exercise his right to free choice. Would you then, O Messenger! Compel them to believe in Islam? (10:99)
>
> Similarly in *Surah Al-Anaam* it states:
>
> If Allah had willed all men would have followed a single path and none would have added anything in the Divine laws on his own. (But, as you see, He has endowed men with the right to free choice. Now you can only show them the right path, you cannot force them onto it). This is why We have not appointed you a guardian over them or responsible for their conduct. (6:108)

**Men's Right to Free Choice**

The Quran states that Allah has explicitly revealed the truth; it is left to man to either accept or reject it.

> Say: (It is) the truth from your Sustainer. Then whosoever will, let him accept, and whosoever will, let him reject. (18:29)

For those who accept this truth, their Self will complete the evolutionary phases of life and thereby enable them to reach their destination. And those who reject it will be deprived of this felicity.

> Allah has revealed the truth clearly. Whoever reflects on it, will do so to his advantage. On the other hand, those who choose to remain blind to it will do so to their own disadvantage. Remember, the Messenger is not your keeper to force you to reflect. We have made the truth so clear in diverse ways that those who reflect on it, exclaim: "You have (O Messenger) indeed separated the grain from the chaff". In this way We have made it manifest to a people who are disposed to understand. (6:105-106)

This fact is more eloquently depicted elsewhere:

> Say: "O mankind! The Truth from your Sustainer has certainly come to you. One who comes to be guided by it will be guided to one's own advantage. But, one who chooses to go astray, will only harm oneself. I am in no way responsible to protect you from the consequences of your wrong doings (because I cannot force you onto the right path)." (10:108)

Allah has lighted this world with His revelation and given man the faculty of intellect to ponder over it. Now it is for man to accept the right path or, if he wants to meet his doom, he can choose the wrong path.

> Lo! We have shown him the way of the truth and it is for him to accept it or reject it. (76:3)

The Quran contains permanent values as revealed by Allah. Anyone can seek guidance from it.

> So whosoever may heed. (74:55)

The Quran cautions those who invite people to the path of Allah. It states that they should preach this message with reason, logic, wisdom and exhortation.

> O Messenger! Do not entangle yourself with them. You continue your program of inviting people to the way of Allah with wisdom and kindly exhortation and discuss matters with them in the best possible manner. Allah knows best who is following the right path and who has gone astray. (16:125)

***(Continued)***

=================

# PLURALISM

*By*
Abdul Rasheed Samnakay (Australia)

================================

Dear Uzminah and Abid

It has been a 'long time between drinks' as they say in English. But perhaps it is not a proper metaphor to use here, as the word 'drink' conjures up the picture of an alcoholic beverage. This is because the countries we live in, a drink means just that and not a glass of milk or fruit juice! But then such are the quirks of different cultures, so we have to be aware of them to avoid any misunderstanding.

I would like to tell you of an incidence that occurred with us briefly. Once when we visited a famous Cathedral I was wearing my head cover, as it was early Spring. When we entered the Cathedral, a guard pointed at my head as if he was offended by my head gear. He beckoned me to take it off. I soon realised my mistake as it is not polite for men to cover their head in churches. In sign language I politely explained the guard that in mosques we cover our head as sign of respect- he understood my dilemma and we parted wishing each other good by.

"Pluralism", which you say is a word that has come in vogue, and is fast becoming a cliché in your circle in school. By that I understood to mean that you are now moving in a group of people who are taking part in inter-faith discussions and to understand their interaction with 'Others'. It is also referred often as 'progressive'. I applaud you for taking part in such issues. You are correct in assuming that Pluralism means *to accept others as equal and being progressive in being tolerant towards others.*

I like the idea that some of you have come to appreciate that 'Others' may also have an element of truth in their faiths and thus there is some **commonality** among us, and Quran tells us to dwell on this point, that is to say, sharing the universal **values** which humanity has developed over millennia. My Hindu friends were once amazed when I told that Dr Iqbal had referred to Ram (one of the Hindu Deity) in the poem of the same name, as "Imam-e-Hind , for those who have vision". (This might help you to understand as to why the Muslim Church cast a *Fatwaa* on him of *Kaafir*!)

If this fundamental-base of accepting that a 'truth' of oneness as existing in all faiths were to be achieved, mankind could have attained the desired **'Brother-hood'.** You are well aware how I make fun of Muslim-Brotherhood being for brothers only and that our 'Muslim Sisters' are only accepted in it, if covered in the '**hood**'!

On a serious note though, in general, 'Pluralism' is commonly defined today as wisdom (philosophy) for harmonious and coexistent living with the Others on the basis:-

- that there exists some **truth** value that is common to all faiths,
- to promote **unity**, co-operation and understanding among different faiths, and,
- to propagate **harmony** between adherents of different faiths of Humanity.

If the above were to be achieved, any acrimony would be distilled down to differences of opinions and desire for domination of others. And with **justice** the nationhood of mankind would endeavor to solve them in the spirit of harmony. But alas! it is not so! Just one example of the strife which has caused untold misery is the injustice in the Palestine . To me it has its genesis in the injustices committed upon Palestinians by the dominant Powers. They found it convenient to rob Peter (Palestinians of their land, as they were weak and helpless) to pay Paul, the Jews for holocaust committed in Europe by Europeans. (Note, not by the Palestinians in Palestine**!)** Note also that I did not name any Religion, although it would be extremely naïve to deny the Religious overtones given to the dispute to achieve the goals. These are contentious issues and we may discuss them later. However since the dispute is classified as between the various faiths living in that area, the idea of 'Pluralism' is floated by well meaning people as one of the solution to attain peace. But peace without justice is no peace at all.

Let us see what Quran has to say about Pluralism. This subject is now touted as something new. I say it is not, and in fact I say that Pluralism (if it is an ism at all) must be taken as the 'fundamental' of Quran because it appears on the very first page of the main body of the Book**.** I am emphasizing this to point out here that the issue is right there at the start for us to ponder, when we ask for God's guidance as in 1-6.

Soon after the verse 2-4 therefore appears- *...and who believe in the Revelation sent to you (Oh Muhammad)* ***and sent before your time*** *(to other messengers) and their hearts have the assurance of hereafter.*

The same verse as explained by Parwez Saheb is given as-- *The* ***Muttaqeen(*** God conscious people) *believe in all the truths revealed to you (O Nabi!) and those* ***revealed to the Anbiya*** (Messengers) ***who came before you*** *( the latter books are, however no longer in their original or unadulterated form).*

It is our common knowledge that God has reveled in the Guide Book:

- **God is the Universal Creator and Master of all,**
- **That all the previous Messengers (***Anbiya)* **brought the same truth**( in their own and different national languages of course),
- **That God does not differentiate between any of the prophets,**
- **That God has 'named' some prophets but not all,**
- **That there were Prophets sent in every Nation.**

Quran in 10-19 says: ***mankind was but one nation, but differed later.*** How profound is the second phrase! The differences that were and are created in the name of Churches-- a generic term for the religious institutions; (Kalisa according to Dr Iqbal) and within them the extremist dogmas, are the main cause of the strife humanity has faced for ever and is facing today.

The verse above goes on to point out that '***The Word'*** (truth*)* that had gone **'*before'*** was universal**,** and it was the Basis of the mankind's common nationhood. However the later day differences due to the 'excesses' of our institutionalised church and promoted by its operatives- the Clergy (Sheikh wa Barhaman) has been and is the bane and ruin of that harmony of mankind. The Churches, when and where ever they can, turn every disagreement into a religious discord. Hence the 'Us and Others' in the world (The politicians too often use this discord to further their own interests!)

It is not therefore such an arduous task for us to use our intellect, as required by Quran , to conclude logically that there is for mankind the shared heritage. An acceptance of the fact that we all are one in the handy work of the ONE and only Creator and that HE wishes us to share equitably what we have (2-3) in spite of the fact that we are "different" in many ways from each other (35-28). And that we live in harmony and must not create disharmony (*fasaad)*! The one Book which is guidance for the whole of the humanity, the Code of conduct for **social interaction**, the Muslims themselves have abandoned it. When they migrate to the so called secular Western countries, they carry this baggage of 'us and them' and consider it as 'Religious' duty to impose their values on the host countries, 'the others' without making the effort to understand the differences.

Yet the Nations, Muslims and non-Muslims alike, which have lived in Harmony and mutual respect, with different peoples in their midst have always prospered. Examples of this abound even in Muslim's past history. In Palestine before its occupation, Jews have lived harmoniously with all other faiths of Palestinians for centuries as one people. Simply put therefore, 'Pluralism' is NOT a new thought just to counter the current *extremism* occurring all over the world to day, it is therein black and white in Quran for humanity to put in practice.

This "Pluralism" might turn out to be the one instrument to achieve harmony. As they say -It matters not which rooster ushers in the dawn -- of peace for mankind!

Give our regards to all at home and don't forget to remind them not to "waste" God's gifts for He dislikes it.

Dadajan

=================